U2578 — 4-12-09

Title - BAAGH SHAAD.

Creator - Kishen Parshad Shaad

Publisher - Matba Mehboobul Quloob

Date - 1308

Pages - 149

Subjects - Urdu Shayari - Dawaween;
Dawaween - Kishen Parshad Shaad

بفضل کردگار رب بے ہمال و کرم کریم متعال

دیوان جناب سمو مرتبت بلند سعادت بہادر راجہ کشن پرشاد بہادر دام اقبالہ المسمی بہ

باغ شمشاد ۱۳

باہتمام تمام محمد رفیع الدین صاحب مدیری قاضی اوده متعلقہ ناظر کی مطبع پریس علاوه دار پیشکار سرکار

در مطبع محبوب القلوب طبع شد

بفضل کردگار بے ہمال و کرم کریم متعال

دیوان جناب سمو قباب مکرمت پناہ و معدلت دستگاہ راجہ کشن پرشاد بہادر دام اقبالہ المسمی

باغ شاد

١٣

باہتمام تمام محمد رفیع الدین فریدی قاضی زادہ متعلقہ پائیگاہ پیشی حیدرآباد دکن

در مطبع محبوب القلوب طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مین تو بندہ ہون اوسی یک حبیب مقدور کا
دو جہان فرمان ہے جس ناظر و منظور کا

جان و دل سے ہون مین قربان اوس مغرور کا
چہار رہا ہے دو جہان مین جلوہ جسکے نور کا

طور پر موسی نے دیکہا جلوہ جس کے نور کا
مین تو عاشق ہون اوسی معشوق رشک حور کا

نور تہا یا چاند تہا یا ذرہ یا خورشید تہا
حضرت موسیٰ کہو کیا تہا یہہ جلوہ طور کا

پیتے ہی آنکہون مین میرے اور کیفیت ہوئی
جب دیا ساقی نے یک جرعہ مے انگور کا

ساقی و صہبا و ساغر کا رہے رندان ہی مدام
سر پہ بار شرع رکہنا کام ہی مزدور کا

نحن اقرب کہدیا قرآن مین تقی صاف صاف
ہرگز اندیشہ نکرنا حضرت دل دور کا

چاندنی راتون مین جبل ہروش کا لطف ہے
منہ نہ دکہلا اب خدا وندا شب دیجور کا

جس نے ہاتون ہاتھہ دل کو لیگیا ہی چھینکر
جان و ایمان سے فدا ہون اوس منظور کا

ہین جو مقبول خدا اونکا بیان کیونکر نہو
دیکھہ لو حق کس طرح سے ذکر ہی منصور کا

پڑ گئے ہین ہجر سے ناسور سینے مین میرے
وصل اوس دلبر کا ہی مرہم میرے ناسور کا

راگ سے تو محو ہو کر جان تن مین آ گھسی
کیون نہ خوش معلوم ہو نغمہ مجھے طنبور کا

جب سے قاصد نے سنایا اون کے آنیکی خبر
اور ہی عالم ہوا ہے اس دل رنجور کا

شاد تیری عالم دنیا مین ہو کیونکر نہ قدر
نام ہے محبوب تیرے شاہ ذیمقدور کا

دم وصف محمد مین نکل جائے تو اچھا
یہہ تن ہی اوسی فکر مین گلجائے تو اچھا

امید شب و روز یہی ہے میرے یارب
دل مکر سے شیطان کے سنبھل جائے تو اچھا

مولے کے کرم سے ہے یہی آرزو میری
جو آئے بلا مجھہ سے وہ ٹلجائے تو اچھا

گر غور سے دیکھو تو یہی خواہش دل ہے
یکبار دوئی دل سے نکلجائے تو اچھا

ہے دل سے دعا شاد کی نہایت یہہ
دم وصف محمد مین نکلجائے تو اچھا

ہے اب پیش نظر میرے سراپا غوث اعظم کا
جدہر دیکھون نظر آتا ہی جلوہ غوث اعظم کا

تصور جم گیا آئینہ دل مین میرے جب سے
نظر ہر چیز مین آتا ہی چہرہ غوث اعظم کا

عجب ہے شان حضرت کی کہ مین کچھ کہہ نہین سکتا
سراپا نقشہ وحدت ہے نقشہ غوث اعظم کا

خدا او مصطفے کی دید اوس کو کیون نہو حاصل
تصور سے جو دیکھے روے والا غوث اعظم کا

خیال روئے والا مین ہوا ہون محو کچھ ایسا
سراپا بنگیا ہے میرا نقشہ غوث اعظم کا

خدا کے فضل سے سب اولیا دنیا مین زمانے کی
کسی نے بھی نہین پایا ہی رتبہ غوث اعظم کا

تمنا ہے زیارت شاد کو دلمین ہے مدت سی
دکھا دے یا الٰہی اوس کو روضہ غوث اعظم کا

نکتہ یہہ پیر نے مجھے ایسا بتا دیا
پایا خدا کو مین نے خودی کو مٹا دیا

بوسہ نے تیرے لب کا مجھے یہہ مزا دیا
ہونٹون کو میرے قند مکرر چکھا دیا

مرشد نے جب کہ مجھ کو پیالہ پلا دیا
مخفی نہ طہور کا رستہ بتا دیا

اعجاز اوس نے پانون کا اپنے دکھا دیا
ٹھوکر سے قم کے ساتھ ہی مردے جلا دیا

پردہ جو چشم مست سے اپنے اٹھا دیا
مستانہ یک زمانے کو اونے بنا دیا

کچھ عاشقان زلف کی حالت نہ پوچھیے
ناحق کے درد و رنج مین دلکو پھنسا دیا

گردن پہ عاشقون کی پھر خنجر ستم
ابرو جو ناز و غمزہ سے اونے ہلا دیا

دل جو بتون کو مین نے دیا کیا برا کیا
بیٹھے بٹھائے خاک مین خود کو ملا دیا

تاثیر کچھ نہ پوچھیے اس سوز آہ کی
یک پل مین میری جان و جگر کو جلا دیا

وعدہ کبھی کیا کبھی انکار وصل کا
مجکو ہنسا دیا کبھی اوس نے رولا دیا

مطلب کا مجھکو کہنے دیا ایک بہی حرف
باتون مین اوس نے بات کو میری بہلا دیا

صیاد نے کتر کے پرون کو بہار مین
بلبل کو آشیان چمن سے اڑا دیا

بیٹھے بٹھائے ہنسے سر زلف یار مین
اوس مرغ دل کو دام بلا مین پھنسا دیا

دلبر تو دل کو جان کو ایمان کو لے لیا
پہر بہی تو پوچھیے کوئی عاشق کو کیا دیا

آہون کا میرے پوچھیے صاحب کچھ اثر
ہالہ کا گرد ماہ کے حلقہ بنا دیا

شوخی ہے غمزہ عشوہ ادا بہی ہی ناز بہی
سب کچھ بتون کے پاس ہی اللہ کا دیا

ملتا ہے رنج و غم مجھے سرکار عشق سے
اللہ نے اچھی جا میری ٹکی جا دیا

جلوہ بہی شکل یار کا آجائے گا نظر
اس دل کے آئینہ کو جو تو نے جلا دیا

چوسر کی بازی ہار کے نردون کو شل لیا
اوس نے بکہر کے غصہ سے یکجا ملا دیا

رنج و غم و مصیبت و درد و الم سے مجھے
جو کچھ یہ میرے پاس ہے سب آپکا دیا

ہو جائے شکر شاد خدا کی جناب مین
بگڑے ہوئے جو باتون کو میرے بنا دیا

دل سے دیکھا تو خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
کفر و ایمان سے جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دیدۂ دل سے جو کونین کو دیکھا ہم نے
یار کا نور ضیا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دیر و کعبہ مین نہ دیکھا نہ کلیسا مین تجھے
دل کے پردہ مین چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
بر سر دار جو آیا تھا انا الحق کہکر
مین ہی منصور بنا تھا مجھے معلوم نہ تھا

فضل مرشد سے یہہ معلوم ہوا اب ای شاد
مین خدا سے نہ جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

مجھے پیر نے رمز بتا ہی دیا
میرے دل سے دوئی کو اٹھا ہی دیا
تیرے آتش عشق نے کام کیا
دل و جان و جگر کو جلا ہی دیا
وہ جو بزم مین مے کا تھا جام بھرا
مجھے اوس نے تمام پلا ہی دیا
غم ہجر مین جو جو بلائین سہے
تیرے وصل نے دل سے بھلا ہی دیا
لب لعل سے بوسہ دیا جو مجھے
مے عشق سے اپنے چکھا ہی دیا
قدم اپنا بصورت نقش قدم
تیرے کوچہ مین ہم نے جما ہی دیا

کیون نہ شاد ہمیشہ یہہ شاد رہے
دل یار سے دل کو ملا ہی دیا

تو نے عشق کا جام پلا ہی دیا
میرے دل سے خودی کو مٹا ہی دیا
مجھے پیر نے مست بنا ہی دیا
میرے ما و منی کو مٹا ہی دیا
مجھے اپنی خودی سے فنا کرکے
اس نے یار کا جلوہ دکھا ہی دیا

سوز ہجر سے دل جو جلا تھا میرا
آب وصل نے اوسکو بجھا ہی دیا

اپنی ہستی کو شاد نے دور کیا
آپ اپنے کو حق مین ملا ہی دیا

بہلا کیجئے یا برا کیجئے گا
و لیکن نہ دل سے جدا کیجئے گا

مین راضی ہون ہر دم رضا پر تمہاری
ثنا کیجئے یا گلا کیجئے گا

شب ہجر مین آپ سے یہہ دعا ہی
نہ ملنے مین ہرگز دغا کیجیو گا

غریبون کا دل توڑئے گا نہ ہرگز
جو جی چاہے سب کچھ کیا کیجئے گا

خدا نے دیا ہے تمہین تاج شاہی
غریبون کو کچھ بہر فدا یا کیجئے گا

کہو شیخ سے شیشۂ دل کا بہر کر
شراب محبت پیا کیجئے گا

رہے شاد قایم یہہ شاہ زمانہ
یہہ ہر وقت دل سے دعا کیجئے گا

بعد مدت ہوا وصال اوس کا
واہ کیا خوب ہے جمال اوس کا

تیغ ابرو سے کر دیا مجروح
کیا کہون مین دلا کمال اوس کا

کی نظر دل کے آئینہ مین جب
رنگ کو حاصل ہوا وصال اوس کا

گرچہ زہری ہے مار زلف سیاہ
مو بمو شانہ سہے وبال اوس کا

بر سے خرم ہمیشہ شاد وکن
شاد کہے یہی خیال ادمی کا

دم مین خزان دکہاتا ہی عالم بہار کا
کیا اعتبار زندگی مستعار کا

اوس گل کی یاد مین یہہ کہلین آنکہین انتظار
نرگس سے پوچہو حال میرے انتظار کا

سرگشتہ یہہ بگولہ نہین دشت شوق مین
یہ خاک اپنی ڈہونڈتی ہی پیا شہسوار کا

کہتے ہین جس کو خلق خدا ماہ چاردہ
وہ داسدہ تو روئے منور ہی یار کا

دہوکا ہے اس کو کاکل مشکین کو دیکہکر
پالا ہی گلعذار نے جوڑا یہہ مار کا

لینے سو آپ بوسہ لب کے خفا نہ ہو
واپس لو گر ہے آپکے باعث یہہ پیار کا

اے شاد و شاد و خرم شادان رہیگا تو
تجہکو وسیلہ ہی تیرے پروردگار کا

اگر تو میرے پاس آتا رہیگا
تو رنج و الم دل سے جاتا رہے گا

جدائی کی آتش مین خود جل رہا ہون
مجھے اور کب تک جلاتا رہے گا

کبہی آکے مل ہم سے اے جان جانان
یہہ کب تک تو خود کو چہپاتا رہیگا

اگر تو ملے گا نہ مجہہ سے پیارے
مرا جی نکل تن سے جاتا رہے گا

یہہ درد محبت کبہی تو کہلے گا ؛؛
کہان تک اسے تو چہپاتا رہے گا

کبھی تو کرم کرتو اے جان جانان | کہان تک تو مجھہ کو ستاتا رہے گا
پلا کر مجھے بادہ عشق ساقی | یہہ محفل مین کب تک گھماتا رہے گا
محبت کی آتش بہڑکتی رہیگی | مجھے جس قدر تو جلاتا رہے گا
کرے گی اثر کچھہ نہ زند و نکو زاہد | نصیحت کہان تک سناتا رہے گا
کبھی تو ہنسا دے ہمین اے فلک تو | یونہین کیا ہمیشہ رلاتا رہے گا

کرم پر رکھہ اے تشنا دادسکی نظر تو
وہی دادرس کام آتا رہے گا

رونق افروز اگر وہ مہ تابان ہوتا | مین بھی اوس شوخ پہ سو جان سے قربان ہوتا
جوش پہ گریہ ہمرا دیدہ گریان ہوتا | دیکھتے آپ کہ پہر نوح کا طوفان ہوتا
رونق بزم جو وہ رشک سلیمان ہوتا | مین نہ ہرگز کبھی بلقیس کا خواہان ہوتا
اے بتو تم مین اگر جلوۂ ایمان ہوتا | دل و جان سے بخدا مین بھی مسلمان ہوتا
مصحف رخ کو اگر یاد مین کرتا اوسکے | نام میرا اے صنم حافظ قران ہوتا
ہوتا افشا نہ عزیز و نہ یہ زلیخا کا جنون | چاک اگر یوسف مصری کا نہ دامان ہوتا
قاصد دلبر مہرو سے ملا دیتے اگر | مجھہ پہ اے حضرت خضر آپکا احسان ہوتا
یوسف دل اگر اے رشک زلیخا چہکتا | چاہ کنعان یہہ تیرا چاہ زنخدان ہوتا

وحشت دل پھر اگر جوش جنون دکھلاتا
پرزے پرزے میرا ہر تار گریبان ہوتا

رخ روشن سے جو وہ ماہ اٹھا دیتا نقاب
شرم سے ابر مین خورشید بھی پنہان ہوتا

گر خط سبز پہ عکس آنکھون کا اوس کے پڑتا
پھر وہ کیونکر نہ چراگاہ غزالان ہوتا

رخ سے آنچل جو اٹھاتا وہ سکندر طلعت
صورت آئینہ خورشید بھی حیران ہوتا

بے ثباتی چمن دہر کی گر یاد آتی
مثل سنبل ورق گل بھی پریشان ہوتا

عشق مین زلف پریشان کے پھنسا رہتا دل
عمر بھر کے لئے کاش اپنا یہ زندان ہوتا

گوشۂ چرخ ستمگار سے بجلی گرتی
وہ اگر غنچہ دہن باغ مین خندان ہوتا

مے الفت سے اگر قطرۂ حق ملجاتا
غیرت چشمہ لب چشمۂ حیوان ہوتا

دولت حسن پہ رہزن کا نہ ہتا پڑتا
زنگی خال جو رخ پر تیرے دربان ہوتا

ہر گل و رنگ مین جلوہ ہے اوسی کا اے شاد
راز افشا ہی نہوتا جو وہ پنہان ہوتا

کیا خوب لطف ہے جو ہے موسم شباب کا
دلبر ہو بر مین ہاتھ مین ساغر شراب کا

ساقی دے پھر کے ایک پیالہ شراب کا
فصل بہار مین ہے یہ موسم شباب کا

ان کو شب وصال بہانہ ہے خواب کا
عالم ہے میرے دلمین بنا پیچ و تاب کا

مد نظر ہمین ہے رخ پر نور مصطفےٰ
ہر روز سامنا ہے خدا کی کتاب کا

حسرت یہی ہے فراق ہی ہے انتظار ہی
احوال کیا کہوں دل پر اضطراب کا

پشت پناہ جس کے رسول امین رہیں
کیا خوف اوس کو گور کے رنج و عذابکا

سیماب کی طرح نہیں اوس کو کہیں قرار
خانہ خراب ہے دل خانہ خراب کا

ساقی دے جام مے کہ ہے کوئی نگار خلد
فردوس میں حلال ہے پینا شرابکا

رکھا ہے باغبان نے پر عندلیب زار
مے کے عیوض چمن میں کٹورہ گلابکا

نام علی ہے ورد زبان جس کے رات دن
پھر خوف اوس کو کچھ نہیں روز حسابکا

اس وقت کوئی غیر نہیں ہے شب وصال
باقی کہاں ہے وصل میں موقع حجابکا

وہ ولولہ نہیں وہ طبیعت نہیں رہی
پیری میں یاد آیا ہے عالم شبابکا

اے شاد دو جہان میں فضل کریم
مجھکو وسیلہ بس ہے رسالتماب کا

عشق نے جب دل میں گھر پیدا کیا
درد نے اپنا اثر پیدا کیا

عشق نے جسم میں اثر پیدا کیا
درد اودھر تھا سو ادھر پیدا کیا

یا نبی حق نے شفاعت کیلئے
آپ کو خیر البشر پیدا کیا

لوح دل سے جب مٹا حرف دوئی
دل نے یکتائی میں گھر پیدا کیا

کہو دیا سب عشق میں ناموس و ننگ
جس کو میں نے عمر بھر پیدا کیا

وہ سوال وصل پر ادہنکر سے چلے
رنج ناحق چہیڑکر پیدا کیا

آتش فرقت بہی کیسی آگ ہے
داغ دل سوز جگر پیدا کیا

آرزوئین دل کی بر آنے لگین
اب دعا نے کچہہ اثر پیدا کیا

بیٹہے بہلائی اوسے دل دیکر شاد
ہم نے عشق فتنہ گر پیدا کیا

ہوگیا کس لئے مشتاق زمانہ تیرا
سہل کیا خلق نے سمجہا نظر آنا تیرا

مجکو ہستی ہی مین دشوار تہا پانا تیرا
مٹ گیا مین تو ملا مجکو ٹہکانا تیرا

بخدا شیفتہ ہی سارا زمانہ تیرا
موجب فخر ہوا دہر مین آنا تیرا

اے میرے ختم رسل رتبہ ہوا لاثانی
بجز اللہ کے کسی نے بہی نجانا تیرا

شافع روز جزا ساقی حوض کوثر
خیر مقدم یہہ جہان مین ہوا آنا تیرا

ہوگیا تصفیہ بخشش امت رب سے
کیا مبارک ہوا معراج کو جانا تیرا

تیرے باعث سے کیا ارض و سما کو پیدا
ہوگیا حق کو جو منظور دکہانا تیرا

چشم خلقت سے گرا دہر مین مردود ہوا
جس کسی نے بخدا کہنا نہ مانا تیرا

جب کیا خود کو فنا ذات مین تیری ہم نے
تب کہین ہم کو ملا یار ٹہکانا تیرا

کیا تجہے یاد ہی اے جان وہ ہنگام وصال
منتین کرنا مرا منہہ کو چہپانا تیرا

سر کو پھر خم پئے تسلیم و رضا کر دینگے
پہلے ہم دیکھہ تو لین تیغ لگانا تیرا

پیش قدمی کے لئے مین بہی نکل آونگا
گر ٹہہر جائے میرے گور پہ آنا تیرا

دوست دشمن پہ نظر رہتی ہی یکسان تیری
کیون نہ بیگانہ بہی ہو جائے یگانہ تیرا

سخن اقربا کا کہلا راز تو جب جا نکلے
کہ ہر شہ رگ سے بہی نزدیک ٹہکانا تیرا

جان یکروز جو تن سے نکل جائیگی
دیکھہ اچہا نہین ہر روز ستانا تیرا

لعل جو شمع رنگ کو کر دیتا ہی گویا بدرنگ
لب پہ کیسا ہی یہ مستی کا پیانا تیرا

اے مؤذن وہ میرے پہلو سے اٹھ جائیگا
دیکھہ اچہا نہین یہ شور مچانا تیرا

تو سلامت رہو اے جذبۂ عشق دلبر
جا بجا دہر مین رہتا ہی فسانہ تیرا

کیا مجھے یاد نہین اوس کا فردہ دن
قتل عشاق پہ بیڑے کا اوٹھانا تیرا

تیر مژگان سے لگا شوق سے دلگیر ہے
سہے ہی ترک ستمگار نشانا تیرا

جستجو نے تیرے بہکایا عبث در بدر حرم
تہا میرے دل ہی مین ایجان ٹہکانا تیرا

فضل اوسکا ہی تو پہر کچہہ بہی نہوگا اے دل
دشمن جان ہو اگر سارا زمانہ تیرا

کام ہے تجہکو سزا وار ہی اے بندہ نواز
جرم کرنا میرا اور ناز اوٹہانا تیرا

صد و سی سال سلامت رہو اے شاہ دکن
عدل و انصاف مین یکتا ہو زمانہ تیرا

ہے دعا شاد کی دل سے یہی ہر وقت مدام
رہے تا حشر شہا جشن شہانہ تیرا

نظرِ لطف کشادہ ہو جو اے شاہ جہان — شاد کیا بلکہ ثنا خوان ہے زمانا تیرا

حضرتِ احمد مختار کے صدقے سے شاد
بخدا خلد برین ہو گا ٹھکانا تیرا

دل دیکھی جس گھڑی سے میں عاشق ترا ہوا — خویش و بیگانہ دوست سے سب سے جدا ہوا
اے عالم آشنا جو تیرا آشنا ہوا — غرق محیط وحدت کثرت نما ہوا
دریائے عشق میں جو تیرا آشنا ہوا — گویا سوار کشتی بحر فنا ہوا
سودائے زلف یار میں جو مبتلا ہوا — قید خودی سے چھوٹ کے بند بلا ہوا
اوس بحر حسن سے جو کوئی آشنا ہوا — ہر دم غریق ورطۂ بحر فنا ہوا
دل مبتلائے الفت زلف رسا ہوا — بیٹھے بٹھائے قیدی دام بلا ہوا
وہ بحر حسن جب ہوا مجھ سے کنارہ کش — ہر آشنا مزاج بھی نا آشنا ہوا
عاشق کے قتل ہونے پر نادم ہیں کس لیے — اچھا ہوا برا ہوا جو کچھ ہوا ہوا
میری نظر سے چھپ کے کہاں آپ جا بیٹھے — سایہ کی طرح ساتھ پھر یہ دل لگا ہوا
آنیکا مجھ سے وعدہ کیا تھا جو آپ نے — آئے کبھی نہ آپ نہ وعدہ وفا ہوا
بوسہ جو میں نے مانگا تو جھنجلا کے یوں کہا — ہوا منہ کو آپ کا یہ حوصلہ ہوا

فقر و فنا کا راز کہوں کیا میں تجھ سے شاد — اا

ا	بیٹھا خود دیکھو جسنے وہ بیشک خدا ہوا

جفاؤن کو سکھا کر ستمگر بنایا	عدو اپنا تجھکو مقرر بنایا
تیرا کون تھا پیشتر اس سے عاشق	میرے عشق نے حور پیکر بنایا
ہین دون سرو طوبیٰ سے تشبیہ کیونکر	تجھے حق نے رشک صنوبر بنایا
کیا دعوے خون کسی نے ہی تجھ سے	یہہ کس کے لئے تو نے محضر بنایا
طلسمات قدرت مین حیران ہون یارب	کہ انسان کے پتلے کو کیونکر بنایا
عنایت جو پیر مغان کی ہے مجھ پر	میری خاک کا اس نے ساغر بنایا
ہوا اسکو کہکر تیری فرقت مین کانٹا	تیرے عشق نے مجھکو لاغر بنایا
ہمیشہ سے چنچلے رہے حضرت دل	محبت نے آخر کو مضطر بنایا

غزل شاد نے اوسکو جسدم سنائی
رقیبون نے منہ خشک جلکر بنایا

ڈر کے اوڑ جاتا ہے مثل ہوش دم نخچیر کا	آکے پیکان ٹھہرتا ہے دلمین جسدم تیر کا
فرقت و رنج و الم سے دل ہے مضطر رات دن	پوچھتے ہو حال کیا اس عاشق دلگیر کا
مست مے اے محتسب روز ازل ہی سے ہین ہم	کب مٹا لکھا کسی سے خامہ تقدیر کا
آنکھ مین سرمہ لگائے ہین وہ بہر قتل	رنگ نیلا ہو رہا ہے جوہر شمشیر کا

اندنون ہو کیون نہ ٹھنڈی گرمیٔ بازار مصر / غیرت یوسف ہے ہر یک نقشہ تیرے تصویر کا

جب سے اے وحشت ہوا ہون مبتلا دام زلف / مرغ دل شیدا بنا ہے حلقہ زنجیر کا

آسمانو پہ میری آہ رسا کا ہے عبور / عرش پر جھنڈا اڑا ہے نالہ شبگیر کا

نے فقط دیر و حرم مین اسکے جلوہ کی ہے دہوم / سب خدائی مین ہے شہرہ اس بت بے پیر کا

خون رلواتا ہے مجھکو حسرت پابوس مین / طایر رنگ حنا ہے پر بنا ہے تیر کا

ہون شہ ملک سخن کی آستان بوسی پہ شاد / مین نہین خواہان ہون ہرگز منصب جاگیر کا

ہین تیرے حامی محمد شاد گھبراتا ہے کیون / آج کل ہے اوج پر نیر تیری تقدیر کا

دل مین جب عشق خدا پیدا ہوا / سوز حب مصطفی پیدا ہوا

غیر کی اب اسمین گنجایش کہان / دل مین عشق دلربا پیدا ہوا

ہوش عارض دیکھکر اوڑنے لگے / پھر غشی کا عارضا پیدا ہوا

بوسۂ لعل لب جان بخش سے / آب حیوان کا مزا پیدا ہوا

کیا پچین سودائے زلف یار سے / دل مین عشق اژدہا پیدا ہوا

اُف رے اس بت کی تصور کا اثر / دل مین اوس مہ لقا پیدا ہوا

ذات مین اوسکے ہوا جسدم فنا / مین ہوا پنہان خدا پیدا ہوا

جب تصدق یار کے سر پر ہوا
چھنڈ بھی بن کر ہما پیدا ہوا

خاک میں مل کر کیا حاصل نشان
جب مثا مین نقشِ پا پیدا ہوا

کفر کو چھوڑا رہِ اسلام لی
جب سے عشقِ مصطفےٰ پیدا ہوا

شاد کعبہ سے مدینہ جائین گے
عشقِ احمد رہنما پیدا ہوا

غزل در تہنیت و مدح عارف اللہ رہبر راہِ یقین حامی دین متین شاہ محمود میان صاحب دام کرامتہ

آج کی شب وہ حبیب شاہ دین پیدا ہوا
بندۂ مقبولِ رب العالمین پیدا ہوا

جسپہ آئینہ ہے حیران وہ حسین پیدا ہوا
رشک یوسف ماہ طلعت مہ جبین پیدا ہوا

واقفِ اسرار اربابِ یقین پیدا ہوا
آج محمودِ دو عالم قطبِ دین پیدا ہوا

ہو مبارک تم کو اے وابستگان بزمِ خاص
آج خاصانِ خدا کا ہمنشین پیدا ہوا

ساکنین عرش کہتے ہین نہایت فخر سے
آج کی شب صاحبِ عرش برین پیدا ہوا

خانۂ دل کیون نہو آباد میرا دوستو
اس مکان کا وہ مکین دلنشین پیدا ہوا

ہوگیا سارا جہان انکا مسخر او مطیع
جب وہ محمودِ زمان قطب زمین پیدا ہوا

طالبان راہ مولیٰ کو سنا دو یہہ خبر
آج کی شب رہبر راہ یقین پیدا ہوا

نازنینانِ جہان کو جس سے ہے رازو نیاز
وہ حسینانِ جہان کا نازنین پیدا ہوا

کافرو ملحد جو تھے سارے مسلمان ہو گئے
جب کہ دنیا مین وہ شاہِ مسلمین پیدا ہوا

خوفِ عصیان سے نڈر اپنا دل بخشا گیا
تیری بخشش کیلئے وہ شاہ دین پیدا ہوا

دل یہ کہتا ہے منگاؤن آج دلبر کا جواب
دیکھئے آتا ہے کیا اپنے مقدر کا جواب

آیت لولاک لایا رب جسکی شان مین
کوئی پیغمبر نہین ایسے پیمبر کا جواب

حسن مین دلبر مرا ہے مہر و مہ سے بیشتر
کوئی کب دنیا مین ہوگا ایسے دلبر کا جواب

مین کرانا کاتبین سے نامہ لونگا حشر مین
گم کیا ہے پیک نے میرے ستمگر کا جواب

غوثِ اعظم کا وسیلہ تجھکو ہے محشر مین شاد
کس کا کیا مقدور پوچھے تیرے دفتر کا جواب

ہم نے تم نے نہ کچھ کہا مطلب
آپ سے ہمکو کہئے کیا مطلب

یا الٰہی طفیل مولے سے
بر لے آ تو یہ سب میرا مطلب

شاہ ملکِ دکن رہین آباد
بس یہی دل سے ہے میرا مطلب

ایک دن بر مین آ تو اے دلبر
پھر کہونگا یہ سب کھلا مطلب

رکھے سلامت خدا امیر سے جد کو
یہی ہر دم سے ہے مدعا مطلب

راز دل کا بیان کرون مین کیا	جانتا ہے میرا خدا مطلب
شاد کو بس طفیل حضرت سے	نحن اقرب کا مل گیا مطلب
کوچہ یار مین جو جا پہونچا	ابتدا انتہا کھلا مطلب

من عرف سے جو شاد شاد ہوا
دمبدم ہے انا انا مطلب

بخت جاگے آگیا میرا سفر سے آفتاب	جلوہ گر ہے رخنہ دیوار و در سے آفتاب
صبح کو نکلا تھا گرچہ کروفر سے آفتاب	ہو گیا ہے منفعل اوس عشوہ گر سے آفتاب
آسمان پر گر گرے برق نگاہ تند یار	ابر مین رہتا چھپ کر اوسکے ڈر سے آفتاب
اپنے رخ سے گر نقاب اولٹے وہ مہرپارہ وش	گر پڑے بیتاب ہو کر چرخ پر سے آفتاب
طرہ الماس ان کے سر پہ جب آیا نظر	ہو گیا وہم کہ جیسے نکلا ہی سر سے آفتاب
دیکھتا ہے رشک سے جب وہ تیری تصویر کو	نور برساتا ہے اپنے چشم تر سے آفتاب

ہیبت شاہ دکن کا شاد شہرہ ہو آج
کیون نہ نکلے کانپتا جیب سحر سے آفتاب

مے و ساقی و گلعذار عجب	آج ہے موسم بہار عجب
چشم مخمور قامت اوس گل کا	نرگس و سرو جوئبار عجب

چشم بد دور طرفہ حسن و جمال
ہے یہہ دلدار طرحدار عجب

کرتے ہین شور بلبل و قمری
دیکھہ گلشن مین ہے بہار عجب

بس تیرے دل کو فضل مرشد سے
مین عزت کا ہوا ابہار عجب

صاف خالی کئے ہین خم خانے
مین ہون دنیا مین میگسار عجب

اوس کے مژگان کی ہی کھٹک شب و روز
گویا چبھتا ہے دل مین خار عجب

وصف محبوب شاہ کیا کیجئے
ہی جہان مین یہہ شہریار عجب

شاد تمکین کی استعانت سے
ہین رقم شعر ابدار عجب

اس کی محفل مین نہ کیا کیا حظ اٹھاتے عندلیب
شمع پہ پروانہ سا بنکر جو آتے عندلیب

ہاتھہ ہر کیون دے خزان پر آخر بیدار کو
روتے گل گلشن مین آکر دیکھہ جاتے عندلیب

گل کی صورت دیکھکر محو حقیقت ہو گئی
ہر طرف سے تھی انا گل کی صدا آتے عندلیب

وہ تو بے خود ہوگئے اوس لالہ رو کو دیکھکر
نالہ زن گلشن مین ہم ہی بیٹھے بجاتے عندلیب

پھر چمن مین جو ہتی مستانہ آئی ہی بہار
ہے الا یا ایہا الساقی ندائے عندلیب

ہون مدام آشنا و شاد ان خسرو ملک دکن
ہی گلستان مین بھی ہر دم دعائے عندلیب

بار غم فراق سے ہو ٹوٹنے پہ جان ہے اب
مجھ مین بستر اوٹھانے کی طاقت کہان ہے اب

جھوٹے عنایتون کا کرین کیسے اعتماد
قاتل سے غیر قتل بھلا کیا گمان ہے اب

کرتے ہو وعدہ وصل کا لیکن وفا نہین
یہہ انتظار ہی اجل ناگہان ہے اب

روے صنم پہ برقع شامی کا کھینچنا
گویا کہ شمس ابر شفق مین نہان ہے اب

فکر دوئی مٹا سکے تو اب چشم دل تو کھول
جلوہ خدا کا ہر رگ و پے مین عیان ہے اب

ہنستے ہو سن کے آپ ہمارا یہہ حال غم
آہ و فغان سے کام ہمین اسمان ہے اب

قایم شہ دکن رہین ایسے شاد تا ابد
خلق خدا کو جنسے کہ امن و امان ہے اب

کچھ بھلا منہ سے تو فرمائے آپ
اس قدر ہم سے نہ شرمائے آپ

آتے ہین تو ابھی آ جائے آپ
یا نہین تو ہمین بلوائے آپ

عشق مین ہم ہین ازل سے شیدا
طعن اب ہم پہ نہ فرمائے آپ

ایک بوسہ کے لئے اتنا غضب
رحم پر کچھ بھی تو آ جائے آپ

غیر پہ اتنی عنایت ہے تمہین
ہمسے اس طور نہ گرمائے آپ

ایک بوسہ کے لئے اے میری جان
اسقدر ہمکو نہ ترسائے آپ

چہرہ پہ آپکے وحشت ہے نمود
اپنے دل کو ذرا بہلائے آپ

آف تلک بھی نہ زبان سے نکلے — گر میرے پر رسے بہی اٹھوائے آپ
عاشقون سے نہین پہونچے گا ضرر — دل مین اپنے تو نہ گھبرائے آپ
مانگا یک بوسہ جو بیٹھے تو کہا — دیکھو منہ کی نہ کہین کہائے آپ
ہوتے ہو دیکھتے ہی چین بہ جبین — اس قدر ہم سے نہ کڑوائے آپ
رہے قایم شہ و الا یارب — ہے یہ دعا شیخ جی فرمائے آپ

شاد اگر چہتے ہو قربت آن
سخن اقرب کو بیان پائے آپ

رہتا ہی روز شب مجھے اِس خیال دوست — یارب نصیب ہو مجھے ہر دم وصال دوست
مسجد سے کچھ غرض نہ کلیسا سے کام ہے — آنکھون مین جلوہ گر ہی ہمارے جمال دوست
قرآن سے کام ہے مجھے مطلب نہ بید سے — ہی کان مین بہرا ہوا سیر مقال دوست

کامل ہوی نگاہ جو مرشد کی شاد پر
فی الفور دل مین بس ہی گیا پھر جمال دوست

بادۂ الفت سے تیرے ہین سبھی سرشار مست — شیخ مست و رند مست و کافر و دیندار مست
چشم اوس بت کی جو دیکھی ہوگئے سب یکبار — صاحب تسبیح مست و صاحب زنار مست
جب کیا دعوے انا الحق کا ہوا عشق مین — ہوگیا منصور بیخود ہو کے فوق دار مست

زاہد اپنے زہد و تقوی مین پڑے سو کہا کرین
ہم تو اپنے یار کے ہین دید مین سرشار مست

عکس تیرے روئے رنگین کا پڑا جب ہووے
شاخ مست و برگ مست و غنچہ و گلزار مست

بادہ گلگون سے کب ہوتا ہے رندون کو سرور
وہ پلا ساقی مے وحدت کہ ہون یکبار مست

غیر کی ہستی سے ہمکو کچھہ غرض ہرگز نہین
شاد اوس کے عشق مین ہے جاودان ہر بار مست

روٹھا ہے مجھہ سے وہ بت غنچہ دہن عبث
مجھہ پہ خفا ہے وہ سیر اگل پیرہن عبث

ہے عندلیب فکر ہواے چمن عبث
اندوہ و رنج و یاس و غم گلبدن عبث

حمد خدا و نعت رسول کریم کا
کیا کر سکین بیان لب و کام و دہن عبث

مین نے تو دوستو نہ کسیکا برا کیا
دشمن میرے بنے ہین یہہ اہل وطن عبث

پہنکوا دو یون ہی عاشق بیکس کی نعش کو
ہے خواہش و تجسس گور و کفن عبث

تا کی امید زیست کہ مرنا ہے ایکدن
ہوگی یہہ سب مرافقت روح و تن عبث

یک دن بہار باغ جہان ہے خزان کی ہاتھہ
ہے آہ و زاری دل مرغ چمن عبث

شیرین کا تجھہ سے وصل تو آخر نہو سکا
محنت یہہ تیری ساری گئی کوہکن عبث

سجدہ جو بت کو کرتا ہے ہرگز روا نہین
کیون پہوڑتا ہے سر کو تو اے برہمن عبث

جامہ دری نہ خلعت سرکار عشق ہے
اے دل نہ چاک ہو یہہ تیرا پیرہن عبث

ناداں و بیوقوف سمجھہ لی تو اونکو شاد
جو لوگ کہتے ہیں کہ ہے فکر سخن عبث

آفتاب آیا ہمارے گھر میں آج
نور پھیلا جس سے سارے گھر میں آج

یار آیا ہے خوشی سے بر میں آج
کیوں نہ جلسہ ہو ہمارے گھر میں آج

جلوہ اوس کا چھا گیا ہے چو طرف
ہے تجلی دیکھو کیا اختر میں آج

گم ہوا ہے نامہ اوس کا یا نصیب
ڈھونڈتا ہوں صبح سے دفتر میں آج

مل گیا ہے یار بھی اغیار میں
شور و غل ہے اس قدر لشکر میں آج

جس طرف دیکھو اوسیکا ہے ظہور
اوس کا ہی جلوہ ہے بحر و بر میں آج

لطف سے ساقی نے اک مدت کے بعد
بادہ رنگیں بھرا ساغر میں آج

طرۂ مقیش ان کو سہرہ سے ہے
چاند میں نکلا ہے سورج سر میں آج

کس کو دل بر کا آیا ہے خیال
جان و دل میں ہے جو پیکر میں آج

وصل کی شادی ہے دل میں شاد کو
شادیانے بجرہے ہیں گھر میں آج

میرے گھر کو جو وہ آیا ہے تو آیا دم صبح
مگر افسوس کہ مجھکو نہ جگایا دم صبح

لے خبر جلد کہ بیمار کی حالت ہے بری
[illegible] زندہ بھی رہیگا تو ہے تا دم صبح

ہوش آتا بھی تو آتا ہے بوقت آخر
آنکھیں بھی تیرے ہو گئین سو تو نکلی تو وا دم صبح

شب فرقت مین تیری یاد مین ایسا رویا
سوجھن آنکھین ہوا اشک کا دریا دم صبح

کس بلا کی ہے تیری وعدہ خلافی اے یار
منتظر آنیکا بیٹھا مین رہا تا دم صبح

جام ہاتھ سے اوسکے جو پیا مین شب وصل
رات سے نشہ کا عالم تھا دوبالا دم صبح

اس کو جانا تھا کسی حال جو اپنے گھر کو
بدمزاجی کا کیا اوس نے بہانا دم صبح

میرے نالون نے عجب دھوم مچائی شب ہجر
سارے عالم مین پڑا ایک تہ و بالا دم صبح

منعم جان سے اس عیش دو روزہ کو شاد
پھر نہ تو ہے نہ تو ساقی نہ تو مینا دم صبح

ہے میر اسوز جگر شمع شبستان کیطرح
داغ دل سے روشن ہون کیونکر چراغان کیطرح

ہار موتی کا دیا اوس نے جو اپنا غیر کو
راتدن رویا کیا مین ابر نیسان کیطرح

داغ ایسے کہا ہم نے لالہ رو کے عشق مین
ہو گیا گلزار سینہ بھی گلستان کیطرح

جسطرف دیکھون نظر آتی ہے صورت آپکی
محو حیرت ہو گیا ہون مین بھی پتھر کیطرح

تیغ کو جا لاوے پیدا ہوا شوق وصال
وہ لپٹی ہین گلے سے میرے قربان کیطرح

ایک بھی امید اس سے بر نہ آئی واحسینہ
آرزوئین رہ گئین سب دل مین ارمان کیطرح

بسکہ سودای شام ہجران کا اثر پیدا ہوا
ہو گئی خاطر پریشان زلف جانا نکیطرح

مصحف رخ کی تلاوت کر رہا ہون رات دن
دیکھتا ہون روئے جانان کو مین قرآن کیطرح

اس کی محفل مین ہزارون آئے اور اٹھکر چلے
مین ہی جلتا رہگیا شمع شبستان کیطرح

ایک آنسو بھی نہین تھمتا الٰہی خیر ہو +
اشک آفت ڈھا رہے ہین موج طوفان کیطرح

آج بر ای شاد تیرا نیر اقبال ہے
کیون نہ چمکیگا بہلا مہر درخشان کیطرح

خاص ہین اسرار حق اسرار شیخ
معنی قرآن ہے سب گفتار شیخ

عاقبت کا کچہ تو سودا کیجئے
حضرت دل گرم ہو بازار شیخ

صورت حق کی حقیقت کہل گئی
جب میسر ہو گیا دیدار شیخ

دل کی دل کو کیون نہین ہوتی خبر
ہر نفس میرا بنا ہے تار شیخ

کیون نہ پل مین لامکان پر ہو گذر
آج یہ ہے رتبۂ رفتار شیخ

ہے تصور جب سحر دل مین شیخ کا
بن گیا ہون صورت دیوار شیخ

زاہدون کو چاہئے خلد برین
شاد کو بس سایہ دیوار شیخ

ہے شان الٰہی جو شان محمد
دو عالم بنا مدح خوان محمد

یہی کہتے ہین عاشقان محمد
خدا کا مکان ہے مکان محمد

ہماری زبان کو کہان ہی یہہ قدرت
کرین ہم جو ہر دم بیان محمدؐ

یہی دل کی خواہش یہی آرزو ہے
مرا سر ہو اور آستان محمدؐ

کسی کی ہوئی ہی نہ ہوگی کسی کی
ہوئی جسطرح عز و شان محمدؐ

حقیقت سے آنکھون سے دیکھا تو سمجھا
ہے عرش علی آستان محمدؐ

وہ مردود ہین اور دشمن خدا کے
جہان مین جو ہین دشمنان محمدؐ

وہ سبطین پیارے وہ خاتون جنت
حقیقت مین ہین جسم جان محمدؐ

وہی بخشے جائین گے روز قیامت
رہین گے جو زیر نشان محمدؐ

نہ جنت کی شادی نہ دوزخ کا غم ہے
یہہ بے خوف ہین عاشقان محمدؐ

شفاعت تیری شاد کیونکر نہوگی
کہ دل سے ہے تو مدح خوان محمدؐ

قاتل کو جسکہڑی ہو امیر اگلو پسند
خنجر نے کہدیا ہی مجھی سے گلو پسند

کرتا ہی غیرت کو جوانی مین تو پسند
ہو کس طرح سے یار کو تیری یہہ خو پسند

آیا جو میری آنکھہ کو وہ خوبرو پسند
دل نے کہا پکار کے مجھکو ہی تو پسند

بیمار عشق طالب درمان درد ہی
عاشق کو وصل یار کی ہی آرزو پسند

مایل ہے تیری ناز و ادا پہ یہہ دل امیر
کیونکر نہ عندلیب کو ہو رنگ و بو پسند

عشق صنم مین رزر جہکاتا ہون خم کی خم
ساقی وہ مست ہون کہ ہی جام و سبو پسند

ہنگام قتل سجدہ شکرانہ کے لئے
کرتا ہون آپ تیغ کو بہر وضو پسند

جنت کا وصف کوئی صنم چہوڑ کر نہ کر
واعظ تیری نہین یہہ مجہے گفتگو پسند

مجنون ہین یاد لیلی محمل نشین ہین ہم
ناقہ کو کاروان کی ہے جستجو پسند

جب تک خودی تہی مجہہ مین تو مین خود پسند تہا
ہٹا خودی کو مین نے جب آیا ہی تو پسند

غیرون نے شاد ربط بڑہایا ان دنون
کیونکر مزاج یار تہو ہی عدو پسند

گردن مین ہی رشتہ دار تعویذ
ہی اس کے گلے کا ہار تعویذ

ہی نقش لکہا ہوا یہہ حسب کا
لٹ مین نہین نقش دار تعویذ

چوٹی کے لٹک رہا ہے لٹ مین
یا گنج پہ ہی یہہ مار تعویذ

بوبکرؓ و علیؓ عمرؓ و عثمانؓ
میرے ہین یہہ چار یار تعویذ

ہوتی نہین زلف کی بلا دور
باندہین وہ اگر ہزار تعویذ

پی لین پہ ہول دل تو بس ہی
دہوکر وہ پیا ہزار تعویذ

کیون اس سے نہ چشم بد کو روکو
ہی رخ کے لئے حصار تعویذ

بڑہتا ہے ہماری قوت دل
باندہے ہی جو وہ ذی وقار تعویذ

کیونکر نہ کرون مین رشک استاد
اس بت سے ہے ہمکنار تعویذ

ہوا جو عشق مین مین مبتلاے درد جگر
ہوئی نہ حیف کسی سے دواے درد جگر

تڑپ تڑپ کے بصد اضطراب و بیتابی
تمام رات کہا دل نے ہاے درد جگر

چھپاے سے کہین چھپتی ہے بوے مشک ختن
الٰہی کوی کہان تک چھپاے درد جگر

تڑپ کے جان جو نکلی ہوا یہی ثابت
کہ جان کہوتا ہے بس انتہاے درد جگر

رضا جو تیری ہو جانان مین اسپہ ہم راضی
ہے اختیار ترا جو بڑہاے درد جگر

لڑای آنکھ تھی کس فتنہ گر سے کہہ استاد
جو ہو گیا تجھے بیٹھے بٹھاے درد جگر

عدو کی چشم مین کھٹکا خس کوے بتان ہو کر
کیا کار توانائی یہہ مین ناتوان ہو کر

رہی ہو عالم اجسام مین جان جہان ہو کر
کدہر آے جناب شاہ صاحب تم کہان ہو کر

حوادث سے بچا لے سینہ پر داغ کو یارب
چمن پھولا پھلا جا نہ تاراج خزان ہو کر

بروز حشر اے حیرت ترے دیوانونکی وحشت
اڑیگا دامن صحراے محشر پہ چھپیان ہو کر

چڑہایا خاکساری نے عروج اوج پہ مجھکو
رہا آنکھون مین گردون کے غبار کدوران ہو کر

میرے گھر آتے آتے وہ رقیبونکی چلی گھر کو
گئی تجاوری میری نصیب دشمنان ہو کر

ٹھکانا یار کا ہر جا ہے لیکن مل نہیں سکتا
مکاں بھی ہو گیا نظروں سے غایب لامکاں ہو کر

حرم سے پھر نکل کر جا رہا ہو سوے بتخانہ
مرید مغ بنے ہو شیخ کیوں پیر مغاں ہو کر

لگے ہو گالیاں دینے جو میٹھی میٹھی باتوں میں
یہ کیسی بدکلامی ہے میاں شیریں زباں ہو کر

میری طرز محبت کو عداوت غیر لکھتے ہیں
کہیں بگڑے نہ وہ اپنی گماں میں بدگماں ہو کر

اشاراں سے مژگاں کے رقیبوں جو ہوتے ہیں
جگر میں عاشقوں کے چھپ رہے ہیں برچھیاں ہو کر

خود دیکھو ہم نے کہو یا جب ہوا حاصل وصال اس کا
نشان یار پایا شاد نے جب بے نشاں ہو کر

سن کے وصف کاکل پیچاں دراز
ہو گئی ہے عمر خضر ایجاں دراز

سرو سے تشبیہ کیوں کر دیجئے
ہے کئی درجہ قد جاناں دراز

عمر تھوڑی ہے بیاں کیونکر کروں
قصۂ طول شب ہجراں دراز

رشتۂ طول امل کوتاہ ہے
کر نہ تو دست ستم ایجاں دراز

تنگ ہے میدان دنیا دیکھ کر
پاؤں مرقد میں کرے انساں دراز

ہے الٰہی جب تلک طول امل
ہو وے عمر حضرت سلطاں دراز

شاد دنیا کی ہوس کیونکر مٹے
ہے یہ مثل مدت زنداں دراز

رکہیو ن نہ کیون ہمین دلکو بغل مین دبا کے پاس
جاتا ہی مجہکو شاد بت بیوفا کے پاس

ہم آشنا سے ہجر غم و رنج کیون نہون
دعوت ہوا دنکو روز ہر ایک آشنا کی پاس

ظلم و ستم کو اوبت کا فقرہ بہول جا
انصاف ہوگا حشر مین اکدن خدا کے پاس

پہونچا جو اوس کے در پہ تو دل نے کہا مجہے
مدت کی بعد پہونچے ہین نا آشنا کی پاس

پہلو مین دل کے کیون نہو تصویر یار کی
بتخانہ جا سے بہتے حرم کبریا کی پاس

زخمی ہزارون جنبش مژگان سے ہوگئے
کیا کیا سنان و تیر ہین تیری ادا کے پاس

پابوس تک جو ہم کو نہین اس کے دسترس
بیٹھے ہین سر لگائی ہوئی نقش پا کی پاس

پرپیچ راستہ ہی بلا کا ہے سامنا
ایدل سنبہل کے جا تے زلف رسا کے پاس

شاہِ دکن ہمیشہ رہین شاد و بامراد
میری یہی دعا ہی ہمیشہ خدا کی پاس

زاہد کو جسطرح سے ہی اوقات کی تلاش
رندون کو ساقیا ہی خرابات کی تلاش

کیون دل کو ہو نہ ایسے کسی کی آرزو
دایم گدا کو رہتی ہے خیرات کی تلاش

شہ رگ سی بہی قریب ہی قرآن مین کہچکے
نادان ہی چار سو جو کرے ذات کی تلاش

دل کو بلائے زلف کی ہی لو لگی ہوی
عاشق کو ہی مصیبت و آفات کی تلاش

عقدے کہلین گے کیسی جو مشکلکشا نہو
دل ہو رہے مجہکو قبلہ حاجات کی تلاش

آئینہ آگے رکھتے ہی صورت نظر پڑی
ہم نے صفات یار سے کی ذات کی تلاش

مسجد میں میکشی کا ہے زاہد تجھے خیال
گھر میں خدا کے بھی ہے خرابات کی تلاش

ہے بے نیاز سب سے غنی اوسکی ذات ہے
ہرگز نہیں ہے اوسکو کسی بات کی تلاش

خواہش یہی ہے شاد کی دیدار ہو نصیب
مجھکو نہیں ہے کشف و کرامات کی تلاش

پڑ گئی زلف سیہ فام کی حرص
مرغ دل کو ہے مرے دام کی حرص

آرزو دید کی ہے آنکھوں کو
میرے کانوں کو ہے پیغام کی حرص

نشۂ عشق سے ہوں مست شراب
ساقیا مجھکو نہیں جام کی حرص

عشق میں کھو دئے ننگ و ناموس
نہیں رندوں کو کبھی نام کی حرص

چین و آرام جو کھو بیٹھے ہیں
عاشقوں کو ہے کب آرام کی حرص

چکھ چکے عشق بتاں کا تو مزہ
اب فقط باقی ہے اسلام کی حرص

اس نے ایک بھی نہ لکھا خط کا جواب
کیا کریں نامہ و پیغام کی حرص

عشق ہے خام بتوں کا ایدل
تو نہ کر اب طمع خام کی حرص

وصل کی شب میں کہوں گا اوس سے
دل میں ہے بوسہ و دشنام کی حرص

جب نہیں نقش ہے کچھ صورت وصل
کیا کریں غسل کے حمام کی حرص

اے ایسے بدنام ہوئے الفت مین
ننگ کی کچھ نہ رہی نام کی حرص
دیکھتے چھری کا تیر سے گھبرا
بلبلون کو ہوئی گلدام کی حرص
عشق مین تیرے ہوئے خانہ بدوش
رہی ہمکو نہ در و بام کی حرص
قبر میکش سے یہہ آتی ہی صدا
باقی ابتک ہے سے و جام کی حرص
ہند سے شام کو پہنچا تو ہوئی
مجھکو بھی زلف سیہ فام کی حرص

کعبۃ اللہ کو جو پہونچے اے شاد
دل سے کی جامۂ احرام کی حرص

جو لامکان ہے اوسی کچھ نہین مکان سے غرض
زمین سے اوسکو غرض ہے نہ آسمان سے غرض
حرم مین دیر مین بتخانہ مین کلیسا مین
جدہر وہ یار ملے ہے ہمین وہان سے غرض
اگر ہی دونون جہان مین تو مجھسے مطلب
نہ یان سے ہمکو غرض ہے نہ کچھ وہان سے غرض
ہوئے ہین اپنا مستغرق ہم رضا پہ تری
ہے سر کٹا نہیں مطلب نہ امتحان سے غرض
فراق گل سے چمن مین ہے نغمہ زن بلبل
نہ آشیان سے غرض نہ باغبان سے غرض

مین در پہ دوسرے جاونگا کسطرح اے شاد
مجھے تو شاہ دکن کے ہی آستان سے غرض

لکھتا ہون مین روز روز اوسے بار بار خط
لکھتا نہین جواب مین وہ گلعذار خط

رحم آئیگا کبھی تو کسی خط کو دیکھ کر
اوس گل کو مین نے لکھے ہین بلبل ہزار خط

اللہ رے اشتیاق کبوتر ملا جو ایک
ہر ایک پر سی باندہ دئی چار چار خط

پہونچا نہ یار کو نہ تو واپس ہوا مجھے
سہتے ہے یہ کیا ہوا آسیر پروردگار خط

دیکھا پیام وصل تو مین نے از فرط شوق
آنکھون پہ دل پہ سر پہ رکھا بار بار خط

پتی پڑہائی ہے جو رقیبون نے کچھ اوسے
پڑہتا نہین کبھی وہ مرا زینہار خط

شاید کہ طول ہونیسی پڑہتا نہین وہ شوخ
اب سر لکھین گے اوسکو بہت اختصار خط

مغز ہر دم تو یون نہ کھا واعظ
مان میرا ذرا کہا واعظ

شام تک بیٹھ کر سر منبر
صبح سے بک رہا ہے کیا واعظ

وعظ کس کو ترا کرے گا اثر
چپ بھی رہ کر خدا خدا واعظ

زندہ ہین ہم نہ کر مذمت مے
پھر نہ ایسی کبھی سنا واعظ

کچھ تو پی ہو گی آج اس نے شراب
جو کہ اتنا بہک گیا واعظ

عیب جوئی نکر تو رندون کی
عفو کر دے گا سب خدا واعظ

دخت رز کے ہے ہجر مین بیمار
اس مرض کی تو کر دوا واعظ

آج انکار ہم سے کرتا ہے
مے جو اوس روز پی گیا واعظ

شاد کرتا ہے پند رندون کو
لوگ کہتے ہین جسے گیا واعظ

ہین جو دلمین یہہ ہمارے ارمان جمع
حسرت عشق کے ہین سامان جمع

ہو اگر خاطر پریشان جمع
کیجئے حال زلف پیچان جمع

آرزو خواہش او شوق امید
میرے دلمین ہین سب یہہ مہمان جمع

غمزہ و عشوہ او ناز و ادا
سب میری جان کی ہین خواہان جمع

خال مشکین نہین ہین چہرے پر
ہین در حسن کے یہہ دربان جمع

اس سے پڑتا ہی تفرقہ دل مین
مال کیون کرتے ہین یہہ انسان جمع

دو نور خسار و خط سے خالق نے
کئے دو جلد مین ہین قران جمع

ایک تو وہ تیر سے اشارون کا
دلمین رکھتا ہون مثل پیکان جمع

مرحبا جلد آ تو جوش جنون
تا کہ ہو جائین جیب و دامان جمع

آج زخمون کو کیون مزا نہ ملے
کئے ہین اس نے کئے نمکدان جمع

طبع کی گر یون ہی روانی ہے
کیون نہو جاے اپنا دیوان جمع

داد کیونکر نہ دین سخن کی شاد
اچھے اچھے ہین یان سخندان جمع

گلہ نہین جو نہو گور مین ضیاے چراغ
ہجوم داغ جگر سے ہے ہمین بجاے چراغ

کسی رقیب نے اونکو پڑہائی ہے پٹی
نہ آئے قبر پہ میری نہ وہ جلاے چراغ

حوادثات مین ایسی گذر رہی ہے عمر
ہوا کے زور سے جسطرح جھلملاے چراغ

نقاب منہہ پہ جو ڈالے ہو فائدہ کیا ہے
چھپے نہ پردہ فانوس سے ضیاے چراغ

مرے جو ہم سر قتنہ و عشق ابرو مین
بتون نے مسجد و درگاہ مین جلاے چراغ

ہمین تو چہرہ روشن دکھا کے خلوت مین
وفور شرم سے اوس شوخ نے بجہاے چراغ

خدا بچاے ہمیشہ عدو کے جہوکون سے
کوئی خزان مخالف سے کیا چھپاے چراغ

نہین ہے خوف اندہیرے کا گور کی ہرگز
طلوع مہر رسالت جو ہو بجاے چراغ

مجھے تو شمع رسالت کا عشق ہے استاد
نہین ہون صورت پروانہ آشناے چراغ

فضل رب سے گو سر آیا افضل و اعلی دماغ
راز احمد پا سکون مجھہ مین کہان اتنا دماغ

آنکھہ بہر حوران جنت کو نہین جو دیکھتا
بندۂ رب العلی کا عرش پر ہے کیا دماغ

شاہ پنجتن کا حقیقت مین ہون کیونکہ نہ ہم
فیض بخشی سے او نہین ہو گیا اعلی دماغ

میں حبیب علی شاہ دکن کا ہون مطیع
کیون نہو دعوی شیرانہ بشاہ اب تیرا دماغ

عارضی یہ رنگ ہے دو دن مین پھیکا پڑ گیا
حسن پہ ایسا تمہین لازم نہین استاد دماغ

چھوڑ دی یاد الٰہی کو بتوں کی دھیان میں
زاہدا کاہی کو ایسا ہو گیا تیرا دماغ

وصل کی شب ہر گلے آکر لپٹ جا بے دریغ
کر نہ میرے ساتھ اتنا اے بت رعنا دماغ

جان و دل کو صرف کرتا ہوں خدا کی راہ میں
حاتم طائی سے بڑھکر کیوں نہو میرا دماغ

تھے کوئی وہ دن کہ ہمدم تھا جو آتا نہیں
اے بت کافر ملائی پر تجھے اتنا دماغ

روک لے اپنی زبان پند و نصیحت سے گذر
ناصحا یک بک سے تیری پک گیا میرا دماغ

شاہ کے الطاف سے حاصل ہے تخت سروری
ہو گیا تاج اطاعت سے میرا بالا دماغ

شاعری آسان نہیں جو مشقت اٹھائیے
شعر کیا لکھوں کہاں سے لاؤں نہیں اتنا دماغ

آہ ہر جا کی بس ہے اب خاکساری چاہیئے
یہ تکبر الاماں آسما دیہ تیرا دماغ

بیان بتوں سے الٰہی کروں میں کیا اوصاف
مزاج میں نہیں ان ظالموں کے کچھ انصاف

ترا وہ حسن خداداد ہے صنم بخدا
کوئی نظیر نہیں جسکا قاف سے تا قاف

نہ ہوں ظلم و جفاؤں کو اب بت بیدین
بروز حشر ترا میرا ہوئیگا انصاف

خطا ہوئی جو لیا میں نے بوسہ گیسو
کرو خدا کے لئے جان من قصور معاف

حسین و شوخ و جفا جو و جانستان عیار
کہاں تک اب بت رعنا کروں تیرا اوصاف

خدا ہے قادر مطلق ہے وہ عادل و منصف
پسند کیوں نہو خالق کو عدل اور انصاف

ہوئی توجہ کامل جو پیر کی استاد
میرا یہ آئینۂ دل ہوا دوئی سے صاف

غمزۂ ناوک قضا ہے عشق — عاشقون کے لئے بلا ہے عشق
آفت جان و فتنۂ محشر — پوچھتے کیا ہو مجھ سے کیا ہے عشق
اثر عشق سے ہو سب بے بہرہ — کیا بتاؤن تمھین کہ کیا ہے عشق
جیسے پتھر مین ہے شرر پنہان — پردۂ دل مین آ چھپا ہے عشق
کس مزہ کو مین اوس پہ دون ترجیح — نعمت زیست کا مزا ہے عشق
ایک سے ایک بڑھ کے ہین ظالم — دلربا تو تو جان ربا ہے عشق
خوف طوفان غم نہین اوس کو — جس سفینہ کا ناخدا ہے عشق
بوالہوس کو نہین ہے قدر اوس کی — عارفون کو خدا نما ہے عشق
تو نے مانا نہ اے دل ظالم — کیون نہ کہتے تھے ہم برا ہے عشق
ہم مین اوس مین رہیگا کیون نہ خلاف — باوفا ہم تو بے وفا ہے عشق

اس مرض کی دوا نہین استاد
سچ تو یون ہے کہ لا دوا ہے عشق

آنکھ نے نقشے مین ڈھونڈی بہاری انفلاک — تیری کشتی دیکھہ کر چکر مین آئی انفلاک

عشق میں جو کچھ مصیبت ہمپہ آئی الفلک
ہمنے مرا نہ وہ سب سر پہ اوٹھائی الفلک

دن پھرین کیا گردش قسمت سے اپنی عمر بھر
انتظار وصل ہی مین موت آئی الفلک

تابکی ضبط فغان فرقت مین ہم کرتے رہین
عرش تک نالون کی اب ہوگی رسائی الفلک

کھینچکر وہ تیغ آتا ہے مگر بہر امان
تیری سفاکی کی دیتا ہون دہائی الفلک

جامۂ ازرق کا تیرے حال سب پر کھلگیا
رات دن پھرتا ہے کیون کرتا گدائی الفلک

ملگئی مٹی مین ہم جب بھی نہین نکلا غبار
تیرے دلمین خاک ہے ہمسے صفائی الفلک

اب تو نوبت آگئی ہے وہ کہ دنیا سے اوٹھین
تا بکے ہم سے اوٹھے درد جدائی الفلک

شاد کو کیونکر کرینگے وعدۂ وصلت شتاب
رو رو کے ہجر مین جان لب پہ آئی الفلک

عاشقون کے لیئے جفا کب تک
یہہ رہیگا ستم ترا کب تک

کچھ ترے جور کا ٹھکانا ہے
صبر آخر کرون دلا کب تک

سچ تو کہدے رہیگا خوابیدہ
اے مرے بخت نارسا کب تک

اے فلک خاک مین ملائیگا
پیس کر ہمکو سرمہ سا کب تک

یا الٰہی رہیگا غیرون پہ
ملتفت شوخ بیوفا کب تک

پھیر دے جلد تیغ گردن پر
ہمکو تو آزمائیگا کب تک

آلپٹ جا گلے سے اے جانان — ہو شب وصل یہہ حیا کب تک
چاہیئے دور ساغر مے ناب — دور تسبیح زاہدا کب تک

ہو گی مقبول شاد تیری دعا
پر نہ آئیگی مدعا کب تک

اسقدر لایا فراق یار رنگ — اب سکے پہاگن مین رہا بیکار رنگ
زاہدا آنکھین تیری کیون سرخ ہین — لائی ہے کیا نشہ سرشار رنگ
ہے خفا شاید کسی پر آج وہ — اس لئے بدلا ہی روے یار رنگ
کی یہہ بیرنگی فراق یار نے — مین ہون اوس سے کچہہ کے بیزار رنگ
سرخ مے ہر جشن ہی ہولی کا آج — زاہدا جلدی سے تو دستار رنگ
کیا زمانہ کی کہون نیرنگیان — بدلے گر گٹ کی طرح سو بار رنگ

کہیلو ہولی خوب تم دل بہر کر شاد
آج لایا ہی میرا دلدار رنگ

یہہ مردہ نہین ہی جلانے کو قابل — ہے خاک قدم مین ملانیکی قابل
عجب آتش عشق مین ہے تجلی — یہہ آتش نہین ہے بجہانیکے قابل
سدا آفت ہجر مین یا رب ہے — یہہ آفت نہین ہے ہٹانیکی قابل

خدا نے دیا ہے جسے تاج شاہی — وہ گردن نہیں ہے جھکانے کے قابل

جو ہیں صاف سینہ ملوان سے صاحب — یہہ سینہ نہیں ہے ملانے کے قابل

یہہ گل جو کھلائے ہیں دلبر فلک نے — یہہ گلشن نہیں ہے دکھانے کے قابل

عجب تیغ قاتل ہے ابرو تمہاری — یہہ ہر دم نہیں ہے ہلانے کے قابل

جو پایا تمہیں شاد نے آج دلمین
تو شادی ہوئی شادیانے کے قابل

دیر و کعبہ مین کہان جاتے ہین ہم — آپ ہی کو آپ مین پاتے ہین ہم

راز مولے ہی عجب راز خفی — جس کے کہنے کو بھی شرماتے ہین ہم

داغ سے سینہ گلستان ہو گیا — عشق مین اوس گل کے گل کہاتے ہین ہم

دیکھتے ہین دلمین جب صورت تیری — بس کہ چپ خاموش ہو جاتے ہین ہم

فضل مرشد سے خدا کی یاد مین
شاد اپنے دل کو بہلاتے ہین ہم

راہ کعبہ چھوڑ کر جاتے ہین میخانہ کو ہم — توڑ کر ظرف وضو لیتے ہین پیمانہ کو ہم

اپنے دل سے مذہب شیخ و برہمن چھوڑ کر — ایک روش پر دیکھتے ہین خویش و بیگانہ کو ہم

زندگی مین وصل تیرا غیر ممکن ہے اگر — بعد مردن گر ملے راضی ہین مر جانے کو ہم

دل ہمارا تنگ آیا ہجر سے تیرے صنم
کیا کریں جائیں کدہر اب کسکو بہلانیکو ہم

روز وصل یار میں آئینکو سے فصل بہار
شاد آباد اب کرینگے دلکی ویرانیکو ہم

دل ہے اپنا اوس پری رو پر فدا ہوگئے ہیں ہم
مر ہی جاتے ہیں تو اوس سے کب جدا ہوئے ہیں ہم

زہد و تقوے کبر و کینہ بغض و الفت جان و تن
چھوڑ کر سب تن سے اپنے بے ریا ہوئے ہیں ہم

راز مولیٰ جبکہ پایا ہم نے اپنے پیر سے
چھوڑ کر دل سے خودی کو خود خدا ہوئے ہیں ہم

حسن اونکا ہم نے دیکھا مہر و مہ سے بیشتر
شمع رو پر مثل پروانہ فدا ہوتے ہیں ہم

فضل رب سے عمر بہر اے شاد نیکی کر
ایکدم میں نیکنام دوسرا ہوتے ہیں ہم

جب اکیلے گھر میں گھبراتے ہیں ہم
سر کو دروازے سے ٹکراتے ہیں ہم

زلف میں پہر دل کو اولجھاتے ہیں ہم
سر پہ پہر کالی بلا لاتے ہیں ہم

چین یکدم زیست میں ملتا نہیں
ایسے جینے سے تو مر جاتے ہیں ہم

کیا کہیں لالہ رخوں کے عشق میں
کیسے کیسے دلپہ گل کہاتے ہیں ہم

گر وصال دلربا دشوار ہے
جان سے اپنے گذر جاتے ہیں ہم

گہر کو اپنے گر نہیں بلواسے یار :
سر سے آنکہوں کے چلے جاتے ہیں ہم

کچھ تو غیرت کا ہمارے رکھ خیال
دو جہان میں تیرے کہلاتے ہیں ہم

یہ دل نادان سمجھتا ہی نہیں
سو طرح سے اس کو سمجھاتے ہیں ہم

شوق میں تعویذ زلف یار کے
عرضئین قبر و پنبہ بند ہوتے ہیں ہم

جب وہ گھر آتے ہیں کہتے ہیں یہی
رات تھوڑی رہ گئی جاتے ہیں ہم

روتے ہیں ہم گاہ ہنستے ہیں کبھی
ہر طرح سے دل کو بہلاتے ہیں ہم

کانپتے ہیں حاملان عرش بھی
بیخودی میں جبکہ چلاتے ہیں ہم

اسقدر نفرت ہی دل کو غیر سے
اپنے سایہ سے بھی گھبراتے ہیں ہم

یاد آتا ہی خیال زلف جب
مثل کاکل دل میں بل کھاتے ہیں ہم

شاد جب ملتے ہیں آ کے وصل میں
شوق سے ہر دم لپٹ جاتے ہیں ہم

بندے ضعیف ہیں تیرا ای بے نیاز ہم
کیونکر اوٹھا سکینگے ترا بار ناز ہم

عجب غرور و ناز سے کیا کام ہی ہمیں
تیرے نیاز مند ہیں آ کے بے نیاز ہم

اوچھے نہیں جو صورت منصور اچھل پڑیں
حق بھی کسی سے کہہ نہیں سکتے ہیں راز ہم

گم ہو گئے ہیں اپنی حقیقت میں اسقدر
کیا جانے کیا ہے معنے لفظ مجاز ہم

ہو سب کو شغل بادے سے و ساغر زاہدان
دنیا میں ساقیا رہیں کیا پاکباز ہم

کی اپنی عمر نے شب جہلت پہ کو تہی
کچھ کہہ سکے نہ قصۂ زلف دراز ہم

ذلت سے دو جہان کے ہم بچ پائیں محال
جب تک نہ دل سے دور کریں حرص و آز ہم

عابد ہیں آپ اور ہیں معبود آپ ہی
کہہ دو جناب کسکی پڑہیں پہر نماز ہم

ہم ٹالتے نہیں کبھی اے بت ترا کہا
مشہور ہو گئے ہیں عبث حیلہ ساز ہم

جانبازی ہمنے کی ہوئے اغیار سرفراز
سمجھو فریبی آپ ہیں یا داد باز ہم

اے شاد مانگتے ہیں مرادیں جو ملتی ہیں
پڑہتے ہیں اوٹھ کے صبح کی جب دم نماز ہم

خود کو کرتے ہیں فنا نام دوئی مٹاتے ہیں
ہم تصور میں ترے اور مزا پاتے ہیں

خیر کچھ غم کی نہیں ہے ابھی مے باقی ملجائے
جام دل لیکے سوئے میکدہ پہر جاتے ہیں

بزم جانان میں چلو آئینہ وہ بچ پیچھے
کہہ دو یوں ناصح مشفق سے کہ ہم آتے ہیں

جاتی ہیں جان و جگر سیر سے ملک عدم
ہاتھ جب رکھ کے کمر پر وہ چلے جاتے ہیں

آشنا دیدۂ دل سے وہ یگانہ ہم کہ اب
غیر نظروں میں مری دیکھو نہیں آتے ہیں

ہم تو سمجھے ہوئے بیٹھے ہیں ازل سے ہر بات
حضرت خضر پہر اب کیا ہمیں سمجھاتے ہیں

شاد دلشاد رہو گھر میں کہ ہم وحشت سے
دل کے بہلانے کو اب سوئے چمن جاتے ہیں

کہین کیا فلک کے ستائے ہوئے ہین
مصیبت مین ہم آزمائے ہوئے ہین

نہ گیسو تیرے پیچ کہائے ہوئے ہین
یہہ کالے نیا رنگ لائے ہوئے ہین

جو تیری حقیقت کو پائے ہوئے ہین
وہ ہستی کو اپنے مٹائے ہوئے ہین

رولانا سمجھکر مجھے اے ستمگر
یہہ نالے میرے عرش ڈہائے ہوئے ہین

نہ کچھہ حال ہم دردمندون کا پوچھو
ہزارون ہی صدمے اٹھائے ہوئے ہین

معطر سر رخ سے نکلین گے آنسو
یہہ پہولون مین موتی بسائے ہوئے ہین

نہ دیکھا کرو یون غضب کی نظر سے
بہت چوٹ ہم دلپہ کہائے ہوئے ہین

شب ہجر گریان نہین دیدہ تر
یہہ چشمے میرے جوش کہائے ہوئے ہین

نہ کیون ابر مین ہو نہان مہر تابان
وہ عارض پہ کاکل چہائے ہوئے ہین

دکہاؤن مین کیا اپنے داغون کو شاہد
یہہ پرکالے آتش لگائے ہوئے ہین

اے عشق تو نے ہمپہ ستم کیا کیا ہین
وہ کونسا ہے رنج جو ہمپر ہوا نہین

رنج و غم و مصیبت و درد و الم بتو
ہمنے تمہارے عشق مین کیا کچہہ سہا نہین

روز شمار ہیت ہی نہو جسکا کچہہ شمار
جور و جفا کی تیری فلک انتہا نہین

تشبیہہ تیرے زلف کو ناگن سے کیون نہ دون
کاٹا ہی جس کو اوسنے وہ ہرگز جیا نہین

غم کو علاج کی ہی عبث فکر اے مسیح
جز وصل اس مریض کی کوئی دوا نہین

ظاہر ہے ذرہ ذرہ مین وہ مثل آفتاب
واعظ بتا دے مجھکو کہ کس جا خدا نہین

جز ذات حق ہی سبکو فنا اے جناب خضر
دنیا مین کوئی آکے ہمیشہ رہا نہین

جنکو غرور مال تہا وہ اب کہان رہے
روئے زمین پہ ملتا کسیکا پتا نہین

کرتے شب وصال ہو کیون حیلہ بازیان
عاشق کے ساتھہ کرتا کوئی یون دغا نہین

منت سے پاؤن آپکے پڑتا ہون بارہا
کیا لائق قبول میری التجا نہین

وہ کونسا ہی دن نہین چلتا جو مکر غیر
کس روز مجہہ پہ وہ بت کافر خفا نہین

ناحق ہین دور رہ ہم سے یہہ شیخ و برہمن
شہہ رگ سے ہے قریب وہ ہم سے جدا نہین

دکہلا سکے ہو غیرون کو بہی جلوہ ظہور
پردہ ایسی ہو کہ تمہین کچہہ حیا نہین

ہین سنگدل یہہ ایسے کہ کرتے نہین ہین رحم
پیدا بتون کی ذات مین گویا وفا نہین

کس طرح شکل یار تجہے آئیگی نظر
دی دل کے آئینہ کو جو تونے جلا نہین

قسمت مین جسکے جو ہے وہی پیش آئیگا
اے چرخ پیر تجہہ سے ہمارا گلا نہین

نفرت ہے کس لئے تجہے زاہد شراب سے
کیا مرشدون کا تونے پیالہ پیا نہین

ہو خاتمہ بخیر مرادین بر آئین سب
اسکے سوائے شاد کا کچہہ مدعا نہین

طلسمات قدرت کا گلزار ہون مین — کہین شکل گل ہون کہین خار ہون مین

مین اپنا ہی عاشق ہون معشوق اپنا — مین ہی دلربا اور دلدار ہون مین

کبھی جا کے مسجد مین کرتا ہون سجدہ — کبھی بت کدہ کا پرستار ہون مین

مین رہتا تہا آزاد وحدت کے اندر — یہہ کثرت مین آکر گرفتار ہون مین

یہہ کثرت مین آکے شاد بندہ کہایا
حقیقت مین حق ہون وسردار ہون مین

مین تجہہ سے نہ مہر و وفا چاہتا ہون — کسی طور تیری رضا چاہتا ہون

مجھے اب میری جان قسم ہی خدا کی — دل اپنا مین تجہکو دیا چاہتا ہون

کرونگا مین ہرگز نہ خواہش ارم کی — جدہر تو ملیگا ملا چاہتا ہون

ہے خواہش میری تیرا ہو نسیاں کی — تیرا آبخورا پیا چاہتا ہون

تصور ترا مجہکو رہتا ہے ہردم — تیرے زلف مین پہر پہنسا چاہتا ہون

زروے ترحم اگر مجہکو دیوے — پہر اک بوسہ لب لیا چاہتا ہون

قسم ہے خدا کی میری جان مین تیرا — دل و جان سے بندہ ہوا چاہتا ہون

اب اے شاد دل ہے وہ دیکھو سنا کر
خدا خود مین آپ ہی ہوا چاہتا ہون

بیشت ہم ان کی اطاعت مین وفا کرتے ہین
حیف صد حیف کہ وہ ہمپہ جفا کرتے ہین

وہ کرین ہمسے وفا یا کہ کرین جور و جفا
ہمتو ہر حال مین جان اپنے فدا کرتے ہین

نہ سناؤ کوئی اب انکی شکایت ہمکو
وہ جو کرتے ہین بہر حال بجا کرتے ہین

آپ ہی دیکھتے ہین اپنا تماشہ ذرات
دل کے آئینہ کو یون اپنے صفا کرتے ہین

غیریت کا جو اٹھا دیتے ہین آنکھون سے خیال
اپنی ہستی کو ہم اپنے سے جدا کرتے ہین

رحم فریاد ہین کہ وہ ہمپہ کرین جور و ستم
سر کو ہم خم پئے تسلیم و رضا کرتے ہین

دیدۂ دل سے اوٹھاتے ہین وہ دوئی کا پردہ
پہلے مرنے کے جو اپنے کو فنا کرتے ہین

شاد کچھ اور تمنا سے نہین مطلب اپنا
روز و شب ہمتو بدل یاد خدا کرتے ہین

کبھی کسکے آستانہ پر رہی یہ جبین برسون
مٹایا ہین قسمت کا لکھا یون ہمنشین برسون

مٹایا تہا عدو کے سامنے اسکو تصور نے
اسی اک بات پر روٹھا رہا وہ نازنین برسون

سمجھ یا تیج گزارین عمر کی گردش کے ہم کیونکر
بہلا آرام سے بیٹھے ہین عاشق بھی کہین برسون

خفا تم ہو ہوا یان تیر شکن امید کا دم تا
رہے گی اب نہ یہ آنکھون میری چین جبین برسون

سبب پوچھا تہا مین نے کیون عدو پر مہربانی
ذرا سی بات پر کچھ ہو رہا وہ خشمگین برسون

جبینون منتظر شدہ وفائی کر رہے ہم بھی
کبھی نکلا نہ منہ سے آپ کے ہان پر نہین برسون

لب شیرین کو چوسا تھا کبھی اپنی تصور مین	اسی پر بے مزہ سمجھا کئے ہم انگبین برسون
تمہاری کوچہ کی ہمنے جبینون خاک چھانی ہے	رہی ہے سجدہ گاہ شوق اپنی یہہ زمین برسون
یہہ محبوب علیشاہ دکن با حشمت و عظمت	بحق مصطفےٰ یارب رہین مسند نشین برسون

ستارہ اوج پر اقبال کا انکے شاد ہو دایم
رہی با شوکت و حشمت جہان زیر نگین برسون

دل سے تیرے لگلگہ جاتا نہین	ہون غشی مین ہوش تک آتا نہین
بام پہ وہ ماہ کب آتا نہین	رشک سے کب مہر شرماتا نہین
ہجر مین ظالم تیرے بے تاب ہون	کیا کرون دم بھی نکلجاتا نہین
وصل کی امید دیکہ ہجر مین	کیا مین اپنے دل کو بہلاتا نہین
کیا مزے کی جائے ہے ملک عدم	جو گیا وان سے پلٹ آتا نہین
جب سے تیری یاد مین مشغول ہون	غیر کا کچھ بھی خیال آتا نہین
سیکڑون وعدہ دنیہ قسمین ہو چکین	پھر بھی کہتا ہے قسم کھاتا نہین
ڈھیٹ ایسا ہو گیا ہون عشق مین	صدمہ فرقت سے گھبراتا نہین
تیری ہستی مین فنا ہون اسقدر	خود کو اپنے مین کبھی پاتا نہین
پڑ گئی ہے بے حجابی کسقدر	غیر سے بھی آنکھ جھپکاتا نہین

جان دونگا تجھہ پہ شکل کوہکن
کب ترے دل مین خیال آتا نہین

تشنہ رہتا ہین کسدن مزاج
زلف وہ کس روز الجھاتا نہین

کیا نظر سے اوسکے مین بھی گر گیا
استخوان تک جو ہما کھاتا نہین

عشق مین تو کھو دیا ہون عقل و ہوش
کیا کرون اب کچھہ کہا جاتا نہین

کسطرح خط کو مین لکھون قاصدا
ناتوانی سے ہلا جاتا نہین

بیقراری کا خدا ہووے بھلا
ہجر مین دم بھر بھی چین آتا نہین

ہا مدام رہتا ہون غم مین مبتلا
کوئی آکر مجھکو سمجھاتا نہین

پند سے تیرے نہوگا کچھہ اثر
ناصحا کیون اس سے بازآتا نہین

ساقی کوثر مجھے اک جام دو
تشنہ لب ہون قرار آتا نہین

جو الٰہی سے ذکر مین مشغول ہے
کوئی دم خالی مرا جاتا نہین

آبرو کو کھو دیا ہے عشق مین
اب کسی سے شاد شرماتا نہین

ہر گھڑی طرز عتاب اچھی نہین
یہہ رکاوٹ اے جناب اچھی نہین

شوق جمع مال ہے بے فائدہ
فکر کار ناصواب اچھی نہین

اے فلک کب تک جفا دنکا ہجوم
یہہ بناے انقلاب اچھی نہین

پہلے ہی کیون زلف کا عاشق ہوا / اے دل اب یہہ پیچ و تاب اچھی نہین

کہتے تھے ساقی سے میکش بزم مین / آج کی بالکل شراب اچھی نہین

ایک بوسہ مین نے مانگا تو کہا / بات یہہ خانہ خراب اچھی نہین

سخت جان ہون کٹ سکیگا کیا گلا / آپ کے خنجر کی آب اچھی نہین

عالم رویا مین بھی روتے ہین ہم / آج کل تعبیر خواب اچھی نہین

پل مین ڈہل جاتی ہے سایہ کی طرح / گرمیٔ حسن شباب اچھی نہین

وصل کی شب مین نے چھیڑا تو کہا / یہہ تیری طرز شتاب اچھی نہین

چکھہ لے ایدل جام وحدت کا مزا / پینی کثرت سے شراب اچھی نہین

آگئی پیری اوٹھو غفلت سے شاد
صبح دم نیند ای جناب اچھی نہین

کیون پڑا ہے عاشقی کے دھیان مین / اک نہ اک دن آئیگا طوفان مین

پیچ و تاب دل کی حالت مو بمو / زلف کہتی ہے تمہارے کان مین

جان و ایمان بھی دیا دل بھی دیا / اور کیا دون کچھہ نہین امکان مین

عاشقی کتنی مزے کی بات ہے / جزو اعظم ہے یہی انسان مین

عشق ہے کشتی کا میرے ناخدا / اس لئے بیخوف ہون طوفان مین

بوسہ مانگا تو کہا جھنجلا کے یون
کچھ سلیقہ چاہیے انسان مین

عشق تیرا ہی کہیں سر نہ ہے پر اجتناب
فائدہ اس سے کہین سب نقصان مین

کی مسیحائی پیام وصل نے
آگئی تھی جان پھر تن بیجان مین

عشق احمد مصطفیٰ دلمین ہو شاد
دم نکلجاوے اسی ارمان مین

مجکو آنیکا حکم عام نہین
غیر کو کچھ بھی روک تھام نہین

مین ہون گمنام کوئی نام نہین
لامکان کے سوا مقام نہین

دیدیا دل کو مین نے مفت تجھے
ہے یہ بے مول کوئی دام نہین

سونی کیسی ہے ساقیا مجلس
بزم مین آج دور جام نہین

یا الٰہی کدھر گیا قاصد
آیا اب تک کوئی پیام نہین

اب تو ہمراز غیر ہونے لگے
آپ سے ہمکو کوئی کام نہین

کہہ اوٹھے یون سوال وصل پہ وہ
منہ کو تیرے ذری لگام نہین

کبھی وعدہ کیا کبھی انکار
بات کا ان کے کچھ قیام نہین

مین ہون بندہ تو تو ہے بندہ نواز
اس مین یارب کوئی کلام نہین

وصل کا اون سے آج ہے اقرار
ہائے جلدی سے ہوتی شام نہین

اوس کی جہوٹی شراب دی ساقی
ایسی مے پینا بہی حرام نہین

ایسی بگڑے ہین مجہسے وہ آشاد
سال مین بہی کبہی سلام نہین

دل بہلنے کی کوئی راہ نکالوں تو کہوں
یہہ جو مچلا ہی اسے آج منالوں تو کہوں

زاہد اوس بت بیدین کو بلا لوں تو کہوں
پہلے بہسلا کے اوسے رام بنا لوں تو کہوں

یار کے حسن سے یوسف کو مین کیا دوں تشبیہ
میرے پہلو مین اوسے پہلے بٹہا لوں تو کہوں

وصل کی رات مین دلکو ہو تسلی کیسی
پہلے دلبر کو گلے سے مین لگا لوں تو کہوں

دوستو پوچہتے ہو قصۂ بیتابئ دل
ٹہرو ٹہرو اسے مین پہلے سنبہالوں تو کہوں

جو وہ جانے لگے ہین غیر کے گہر چہپ چہپ کر
ابہی دو چار گواہوں کو بلا لوں تو کہوں

جو گذرتی ہی میرے دلپہ کہوں کیا آشاد
حال اپنا مین اوسے پہلے سناؤں تو کہوں

اشارے غیر سے کرتے ہو چپکون بیٹہے ہین
تنی ہی تیغ ابرو قتل پہ وہ تنکر بیٹہے ہین

قیامت یون بپا کی ہی انہون نے آج محفل مین
میرے پہلو سے اوٹہکر متصل دشمن کے بیٹہے ہین

کہنچی ہے تیغ ابرو یان ہمارا سر ہے حاضر ہم
کہڑے ہین سامنے ہم جہک کے گر وہ تنکر بیٹہے ہین

کسی دن شامت آئیگی کسیکی جان جائیگی
بنا کر صبح سی زلفوں کو وہ بن ٹہن کی بیٹہے ہین

بہلا دیکہین تو محفل آجکی کیا رنگ لائیگی	وہ خنجر ہاتہہ مین لیکے لہو کا بنکی بیٹہے ہین
نرالا ڈہنگ چہیڑنیکا سر محفل نکالا ہے	نقاب رخ اٹہا کر آڑ مین چلمن کے بیٹہے ہین
نہ گلیائے کہین خون شہید ناز کا دہبا	بوقت دفن کیون وہ متصل مدفن کے بیٹہے ہین
تکبر کا نتیجہ آخر انجام انفعالی ہے	وہ انکی کیطرح جہک جائینگے جو تنکے بیٹہے ہین

مے و ساقی و ساغر یار و باغ فرحت افزا ہے
فقط ہم شاد صاحب منتظر ساونکی بیٹہے ہین

دل مین ہے تیری آرزو مجہکو	کیون نہین چاہتا ہے تو مجہکو
اب سر دست آرزو ہے یہی	رکہہ تو قدمون کے روبرو مجہکو
دیر و کعبہ مین ڈہونڈہتا ہون تجہے	رہتی ہے تیری جستجو مجہکو
تپ ہجران مین الفت گیسو ؛	لئے پہرتی ہے کوبکو مجہکو
بوسہ مانگا تو بولا ہوکے خفا	کیون عبث چہیڑتا ہے تو مجہکو
مین گنہگار ہون غفور رحیم	بہر حسنین بخش تو مجہکو ؛
وصل کی شب مین ٹالکے باتین	نہین بہاتی یہہ گفتگو مجہکو
چشم وحدت سے دیکہتا ہون جدہر	نظر آتا ہے تو ہی تو مجہکو ؛
دیکہا ہر رنگ مین تیرا جلوہ	آئی ہر گل سے تیری بو مجہکو

زاہد احسن یار کا جلوہ　　نظر آتا ہے چار سو مجھکو

ہو میرا خاتمہ بخیر اے شاد
کچھہ نہین اور آرزو مجھکو

عشق مین تیرے جان و تن صدقہ کیا جو ہو سو ہو　　آفت و رنج و درد و غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
تقوی و زہد چھوڑ کے توبہ سے منہ کو موڑ کے　　ہاتھہ سے اوس کے جام مے پی لیا جو ہو سو ہو
فکر دوئی سے چھوٹ کر اپنی خودی سے ٹوٹ کر　　بادہ عشق ساقیا ہمنے پیا جو ہو سو ہو

سہکے ہزارون رنج و غم پاکے مصیبتین ستم
شاد بتون کو ہمنے دل دیدیا جو ہو سو ہو

مجھسے اے جان کوئی کام تو لو　　مین بجا لاتا ہون سلام تو لو
شاد کمتر ہے بندہ بے دام　　مفت آتا ہے یہہ غلام تو لو
ساتھہ غیرون کے میکشی ہو مدام　　ہاتھہ سے میرے کوئی جام تو لو
ہے اطاعت گزار جبہہ ساکون　　سامنے میرے اوس کا نام تو لو
وعدہ وصل سے مکرتے ہو　　سر پہ اللہ کا کلام تو لو
مجھکو ہونے لگی غشی تو کہے　　بوے گیسوے مشک فام تو لو
اس کی جھوٹی شراب ہے زاہد　　تم نہ سمجھو اگر حرام تو لو

زلف کے پیچ سے نجات نکل
قتل کرتا ہے رشک دیکھیے مجھی

واسطے مرغ دل کے دام تو لو
غیر سے اوس کا انتقام تو لو

پوچھیے گر ہو حال فرقت شاد
ہاتھ سے دل کو پہلے تھام تو لو

دلبر کو ذرا حال دل زار دکھاؤ
خنجر سے کرو قتل نہ تلوار دکھاؤ
مشتاق ہوں آنچل کو ذرا منہ سے اٹھا کے
اے حضرت دل خانہ گرو نکو جلا کے
آجاؤ نہ ترساؤ خدا کیلئے مجھکو
کیا پوچھتے ہو حال مرے ہوش جنوں کا
مقتل میں جو آئے ہو کرو قتل کسیکو
منہ دیکھ کو الفت تو ہمیں ہم کرینگے

آیا ہے مسیحا اور بیمار دکھاؤ
عاشق کو فقط ابروے خمدار دکھاؤ
منہ ذرا حسن طرحدار دکھاؤ
زور کشش آہ شرربار دکھاؤ
مشتاق ہوں دیدار کا دیدار دکھاؤ
خنجر مجھے بہاتا ہے نہ گلزار دکھاؤ
منہ سے ابروے خمدار دکھاؤ
مجھ سا کوئی عاشق بھی وفادار دکھاؤ

ہر دم مرے آنکھوں کا تقاضا ہی ہے شاد
اب کعبہ خدا جلوۂ دیدار دکھاؤ

رابطہ اعدا سے بڑھایا نہ کرو
ہمکو اغیار سے کے جا بیا نکرو

زلف پر ہاتھ پھیرا یا نکرو
مار کو سات کہلایا نہ کرو

غیر کی یاد دلایا نہ کرو
دل عاشق کو جلایا نہ کرو

منتظر ہین نہ کہین لگ جائے
رخ سے انچل کو اٹھایا نہ کرو

پیچ سے مرغ دل عاشق کو
دام گیسو مین پھنسایا نہ کرو

غیر اگر تم کو گلوری دیوے
لو اسی پر کہین کہایا نہ کرو

بند انگیا کے ذرا تنگ کسو
چڑیا محرم کی اڑایا نہ کرو

وصل کی شب مین جو چھیڑا تو کہے
ہر گھڑی مجھکو ستایا نہ کرو

صاف کہدو جو ہو کچھ مطلب کی
بات مین بات اڑایا نہ کرو

کونسی ایسی ہوئی ہم سے خطا
دانت یون ہمپہ چبایا نہ کرو

وصل کی شب مین جو کہنا ہو کہو
راز مطلب کو چھپایا نہ کرو

جھوٹے قصے سے نہ بناو ایمان
مجھکو باتون مین اڑایا نہ کرو

زلف دکہلا کے نہ سودائی کو
دل کو دیوانہ بنایا نہ کرو

عشوہ و ناز سے دل زخمی ہے
تیر پر تیر لگایا نہ کرو

شاد سے دل کو چرا کر صاحب
آنکھین غیرون سے لڑایا نکرو

جھگڑا مریض کو ہے مسیحا قضا کے ساتھ
تھوڑا سا زہر دیجیے ملا کر دوا کے ساتھ

قاتل کریگا کیا مرا شمشیر لا کے ساتھ
دم پہلے ہی نکل گیا تیغ ادا کے ساتھ

آتا ہے سوے گور غریباں جو وہ مسیح
مردے بھی جی اوٹھتے ہیں آواز پا کے ساتھ

جان بازوں پہ ہے نہیں تجھکو اعتبار
شاید پڑا ہے کام کسی بیوفا کے ساتھ

مایل ہو کیون نہ پیرہن کا ہیرہ سو یار
نسبت ہے کاہ کو کشش کہربا کے ساتھ

محرم کی جھڑیا جان کے کرتی کے جالین
باندہا ہے مرغ دل کو بھی بند قبا کے ساتھ

ہنستے ہیں تجھ وہ آتے ہیں آنکھیں نکالکر
ہے تجھ بھلی ہو جور جفا کے ساتھ

خواہان فضل کیون نہ خدا سے ہون مدام
پالا پڑا ہے ایک بت بیوفا کے ساتھ

رہتا ہوں جب سے محو سر زلف یار میں
ہر دم مقابلہ ہے مجھے اژدہا کے ساتھ

کشتی ہماری رہتی ہے گرداب غم میں غرق
ہوں جب سے آشنا بت نا آشنا کے ساتھ

یا رب جہان میں شاہ دکن خوش رہیں مدام
ہے دور دور اندن بھی میری دعا کے ساتھ

ای شاد مشکلیں ہیں ہزار بر آینگی
ہوگا ہمارا حشر جو مشکلکشا کے ساتھ

نظر کر تو ہر اک شے میں نہاں اللہ ہی اللہ ہے
شجر میں سنگ میں جلوہ کناں اللہ ہی اللہ ہے

نہیں آتا نظر ہرگز جو ہے دل میں دوئی تیرے
اٹھا کر پردہ دیکھو تو عیاں اللہ ہی اللہ ہے

وہی عالم وہی فاضل وہی زاہد وہی عارف
یہان اللہ ہی اللہ وہان اللہ ہی اللہ ہے

کرون کیا مین اب اے زاہد کہ تنہا ہی ہوتا ہے
لسان و دل جاری ہے زبان اللہ ہی اللہ ہے

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
جہان دیکھو نظر مین اب عیان اللہ ہی اللہ ہے

وہی لیلیٰ وہی مجنون وہی فرہاد و شیرین ہے
یقین سمجھو ہے ایکجانب عیان اللہ ہی اللہ ہے

نہان ہر دیکھتا ہون شاد کثرت خلق کی لیکن
نظر میری وہان پہنچی جہان اللہ ہی اللہ ہے

کہون کسسے یہ اک جا تو نہان ہے
تیرا جلوہ سبھی مین عیان ہے

جو کچھ مد نظر مین آسمان ہے
ہمارے آہ سوزان کا دہوان ہے

پتا اوسکا مین کیا دکھلاؤن تم کو
مقام اسکا مقام لامکان ہے

رہا کرتا ہون بیخود جستجو مین
ذرا اے بیوفا کہہ تو کہان ہے

تو قادر ہے توہی حاکم ہے تیری
حکومت مین زمین و آسمان ہے

شب وصلت وہ فرماتے ہین ہنسکر
وہ اب آہ و فغان تیری کہان ہے

نہ کر زاہد تو رندون کو ملامت
غفور اسم خدا ہے مہربان ہے

سبب کیون یاد دندان مین نہ موتی
ہمارے آنکھون سے آنسو روان ہے

کدھر ہے ہو ایک مدت سے میری جان
نہ نامہ ہے نہ قاصد درمیان ہے

دوستی آشنا جب دل ہوئی دور
وجود یار و اغیار ایکسان ہے

جو لوگ اپنے دل سے دوئی کو مٹائیں گے ۔ ہر شان میں خدا ہی کے جلوہ کو پائیں گے
پہلو میں اپنے یار کو جس دم سلائیں گے ۔ پھر کیوں نہ دل میں شاد ہوں شادی منائیں گے
لاکھوں ہم اپنی جان پہ ایذا اٹھائیں گے ۔ پر تیرے عشق سے نہ کبھی باز آئیں گے
سنتے ہیں لیکے تیغ وہ مقتل میں آئیں گے ۔ اے ضبط ہم بھی آج تجھے آزمائیں گے
بار غم فراق جو دلبر اوٹھائیں گے ۔ آخر وہ لذت شب وصلت بھی پائیں گے
دیر و حرم نہ کعبہ کلیسا کو جائیں گے ۔ اپنے صنم کو آپ ہی اپنے میں پائیں گے
پہونچا ان کی چال سے ملک عدم میں ہی ۔ ٹھوکر سے کیوں نہ فتنۂ محشر جگائیں گے
واعظ سے کہدے کوئی نہیں خلد کی غرض ۔ ہم اپنے کوئے یار میں مسکن بنائیں گے
آنکھیں سیاہ مست ناوک فگن ابرو ہیں ۔ عشاق تجھکو دیکھ کے قربان جائیں گے
دلپر پڑیں گے تیر ترا اندر جبین ۔ تقدیر کے لکھے کو ہم اپنے مٹائیں گے
اے دل جو ہمنے مانگا تو جھنجھلا کے یوں کہا ۔ جو ہمکو منہ چڑائیں گے وہ منہ کی کھائیں گے
پھر کیوں عتاب نوح کو طوفان کا نہ ہو ۔ ہم اپنے چشم تر سے جو آنسو بہائیں گے
اب بھی نہ اپنے منہ سے کبھی لب تک آئیگا ۔ گردن پہ گردہ اک ہی تیغ چلائیں گے

اے آسمان نہ جان کہ اسمین نہین اثر
نالہ ہمارے عرش کی دیوار ڈہاینگے

سوز دروں کا انکو نہین کرتے اعتبار
پہلو ہم بھی چیر کے دلکو دکہاینگے

ہے شاد تو غلام جو پیران پیر کا
فضل خدا سے کل ترے مقصد بر آینگے

ایک جام مے گلرنگ پلادے ساقی
نشۂ عشق کا مستانہ بنادے ساقی

جام مے بہر کے مرے منہ سے لگادے ساقی
لذت شربت دیدار چکہادے ساقی

ایک جام مے توحید پلادے ساقی
صورت نقش دوئی دل سے مٹادے ساقی

نشۂ بادۂ الفت سے جو خالی ہے دماغ
بہر کے ایک جام مئے ہوش ربا دے ساقی

مفتی و شیخ نہیں ہوں جو کروں میں انکار
مے تو پی جاؤں اگر مجہکو پلادے ساقی

میکشی غیر سے ہو میں رہوں محروم وصال
یوں سر بزم مجہے تو نہ دغا دے ساقی

دختر رز کے چہڑا رہتا ہے سر زاہد شہر
دور رندوں سے رہے اوسکو جتادے ساقی

خم کے خم خواہ پیوں ہو نہ سیری حاصل
طاقت میکشی مجہکو جو خدا دے ساقی

دختر رز نے مرے تن میں لوگادی ہے آگ
برف بلوا کے میری آگ بجہادے ساقی

لمنڈ و سوڈا کلارٹ کی نہیں ہے خواہش
اک برانڈی کا مجہے جام تو لادے ساقی

جانکر منفعت غیر بقول حافظ
ایک دو جرعہ مے خاک پہ ڈہادے ساقی

درپے میخوار دل افگار پڑے ہیں صدہا
آج لنڈھا تو میخانہ لٹا دے ساقی

مرض عشق شب و روز ہے افزونی پر
ہم مریضوں کو بھی اک جام شفا دے ساقی

دیکے اک جام ہی ہوش ربا پھر خدا
تشنۂ عشق سے محفل کو لٹا دے ساقی

زہد و تقوے سے ہی ہوا جاتا ہے زنگ آلود
میرے اس آئینۂ دل کو جلا دے ساقی

حشر میں ساقی کوثر سے کہونگا ارشاد
ایک چلو سے وحدت کا پلا دے ساقی

یاد ہے جیسی میرے دل میں بکثرت تیری
مجھے ہر شے میں نظر آتی ہے صورت تیری

اسقدر دل میں ہے کندہ میری الفت تیری
بعد مردن بھی رہیگی مجھے حسرت تیری

صورت نقش حباب سب ہی مٹینگی اکبار
پر مٹائے سے مٹیگی نہ محبت تیری

میں تیرے عشق سے ایجان نہ کبھی باز آؤن
گر کوئی لاکھ کرے مجھسے شکایت تیری

جان کو اپنی سنبھالوں کہ تجھے اے دل زار
کروں میں اپنی حفاظت کہ حفاظت تیری

سلے دشنام مجھے غیر کو خلعت ہو عطا
تکتا کب تک رہوں میں بیٹھ کے صورت تیری

کر فراموش نہ حال سفر ملک عدم
یار دو روزہ ہے دنیا میں اقامت تیری

چھیڑنا اور طلب بوسہ پہ جھنجھلانا تیرا
یاد آتی ہے مجھے دیکھکے صورت تیری

رہ میں جب مجھسے ملتے ہیں بدلکے تیور
کہتے ہیں کون ہے تو کیا ہے حقیقت تیری

شب فرقت میرا دل غم سے او چھلتا ماہی
جب کہ بھر جاتی ہے آنکھوں میں شباہت تیری

پند گوئی یہ کر کہہ آکے واعظ ناداں نہ خیال
کام کب آئیگی رندوں کو نصیحت تیری

خوش ہیں بخیر جفا میں رہوں کب تک جو کہا
سن کے فرماتے ہیں میں کیا کروں قسمت تیری

یار و غمخوار میرے آہ و فغاں کو سنکر
پوچھتے ہیں کہ کب جائے گی وحشت تیری

وصل کی شب جو ستایا تو کہے جھنجلا کر
ارے کمبخت نہیں جاتی یہ عادت تیری

حق سے مایوس ہو رکھہ تو بھروسا اے شاد
فضل سے اوس کے نکل آئیگی حسرت تیری

پہولے ہیں باغ دہر میں ہیران نئے
بلبل نئے نئے گل خندان نئے نئے

وحشت میں ہیں جو موت کے ساماں نئے نئے
دکھلا رہے ہیں غول بیابان نئے نئے

کیونکر تھکے نہ دشت جنون حال ضعف سے
دامن نئے ہیں ہیں گریبان نئے نئے

ساقی بھی مے بھی جام بھی دلبر بھی باغ بھی
بزم صنم میں روز ہیں ساماں نئے نئے

سوز و گداز و آہ و فغاں ہجر یار میں
ہر دم ہیں جوش پر غم پنہاں نئے نئے

شادی ہے گاہ گاہ غمی گہ خوشی و رنج
دکھلا رہے ہیں رنگ دوران نئے نئے

کس طرح دوستان قدیمی کی ہو گی قدر
پیدا ہیں روز یار کے خواہاں نئے نئے

رفو رجنون سے دامن دل چاک چاک ہے
تب تک سلا دن روز گریباں نئے نئے

روئینگی ہجر یار مین جب ہم چہپا نوح
اوٹہینگی روز اشک سے طوفان نئے نئے

پابندی مذاہب دینی سے دور ہون
ہین دہر مین گروہ مسلمان نئے نئے

میری سخن کی قدر نہ کیون کر ہو ہر جگہ
واقف ہین مجہہ سے سارے سخندان نئے نئے

ملک عدم کے حاجت اسباب سے بری
آتے ہین طفل یان تن عریان نئے نئے

مین بہی مثال غول کہن ہجر مین ترے
کرتا ہون دور دشت بیابان نئے نئے

جب سے ان آنکہو صید غزالان کا شوق ہے
جنگل ہوئے ہین نیستان نئے نئے

الجہا رہے ہین جب وہ کاکل شب وصال
دل ہین ہما عاشقون کے پریشان نئے نئے

جوہر دکہائین شاد طبیعت کا کیون نہ ہم
شاعر ہوئے ہین سخندان نئے نئے

ولا تونے رہائی مین خبرداری بہت سی کی
نہ نکلا پیچ زلفون سے ہشیاری بہت سی کی

میرا دل لیکے ظالم دل آزاری بہت سی کی
وفاداری کے بدلے مین جفاکاری بہت سی کی

تجہے کیا لاکہہ سمجہایا و ناداں اے دل نادان
شب وصلت مین مجہہ سے تو نے عیاری بہت سی کی

پیو یا یاد فیدان مین ہمیشہ ارمرقی کا
شب فرقت مین چشمون نے گہرباری بہت سی کی

نہ دیکہی آنکہہ ساقی نے اس محفل سے کیفیت
اگرچہ عمر کاہے بیدون مے خواری بہت سی کی

مثال نرگس شہلا ترے بیماری مین
نہ سویا رات بہر آنکہون نے بیداری بہت سی کی

رسول اللہ بخشائینگی تجہکو شاد محشر مین
اگرچہ عمر بہر تو نی گنہگاری بہت سی کی

قبا دیجیے اک پرانی تمہاری
رہے پاس میری نشانی تمہاری

کرون جستجو یار جانی تمہاری
ملے ایک بھی گر نشانی تمہاری

ہو غیرون پہ یہہ مہربانی تمہاری
ہے صاحب یہی قدردانی تمہاری

دلا ہو چکی زندگانی تمہاری
یون ہی ہے اگر ناتوانی تمہاری

شب وصل تقریر سی یہہ غرض ہی
سنون حال اپنا زبانی تمہاری

کرین چشمہ مہر سی کیون نہ چشمک
رسیلین وہ آنکھین ہین جانی تمہاری

یہہ کرتی دلون کو غریبون کی ٹکڑی
بنی سبز ہے شیروانی تمہاری

دل تجھ گر روان بھی کرتا ہی جیسی
ہے کرتی غضب آسمانی تمہاری

دکھائی مقامات شہر خموشان
کہان ہی طلاقت لسانی تمہاری

خودی کو بھی اپنی بہت بہولا ہون لیکن
مری دل مین ہی یاد جانی تمہاری

فسانہ جو دل کا سنایا تو بولی
نہین کوئی سنتا کہانی تمہاری

نظر دوسرا کوئی آتا نہیں ہی
ہے آنکھون مین صورت سہانی تمہاری

فدا ہی دل ہر گردون بھی جس پہ
غضب ہی غضب ہی جوانی تمہاری

خدا کے حوالے ہوا حضرت دل
کروں کب تلک پاسبانی تمہاری

طلب سے نہ باز آوں گا مثل ہوے
سنائیہ یوں لن ترانی تمہاری

جو سینہ میں ہے میرے یہہ داغ الفت
میری جان ہے یہہ نشانی تمہاری

مجھے دل نے سونے دیا کب شب ہجر
سحر تک سنائی کہانی تمہاری

یہہ کیا گفتگو ہے ذرا منہ سنبھالو
بس اب بس کرو بدزبانی تمہاری

رہو مہربان غیر پر تم نہ اتنا
ہے کافی ہمیں مہربانی تمہاری

ذرا سی میری بات پر روٹھہ بیٹھے
یہہ خصلت نہیں خوب جانی تمہاری

جو تم لفت گوی کے بانی بنے ہو
خدا شاد رکھیگا بانی تمہاری

مقاصد بفضل الٰہی بر آئے
ہوئی شاد اب شادمانی تمہاری

غیر ہو برباد کیوں کیسی کہی
تم رہو آباد کیوں کیسی کہی

ہو عدو ناشاد کیوں کیسی کہی
دوست تیرے شاد کیوں کیسی کہی

شاخ گل پر نغمہ زن ہے عندلیب
دام میں صیاد کیوں کیسی کہی

خاک پر بسمل ہوں تیغ ناز سے
ذبح کر جلاد کیوں کیسی کہی

بہر تسکین دل شیدائے من
کچھہ تو ہو ارشاد کیوں کیسی کہی

دوستی غیرون سے مجھہ سے دشمنی
ہو بڑے آزاد کیون کیسی کہی

قمریون کو تجھہ پر کرونگا نثار
اے مرے شمشاد کیون کیسی کہی

جوش پر وحشت ہی میری فصد لے
شاد ہو فصاد کیون کیسی کہی

باغبان بلبل کی سنکر داستان
غش مین ہی صیاد کیون کیسی کہی

تہا نہ ذکر غیر وہ دن یاد ہے
تہی ہماری یاد کیون کیسی کہی

غش مین بہی کہولا شکایت سے نہ موہنہ
اے لب فریاد کیون کیسی کہی

ہو جو تم ظالم تو مجھہ مظلوم کو
کیجیے برباد کیون کیسی کہی

ذبح ہوتے ہین فخر کی بات ہی
تیغ سے جلاد کیون کیسی کہی

سرو گر قد کے مقابل ہی ترے
کیجیے آزاد کیون کیسی کہی

میلے بیٹہے مین اگر جائے حضور
ہو ہماری یاد کیون کیسی کہی

حشر مین منصف لقب ہو جائیگا
سن تو لے فریاد کیون کیسی کہی

اس غزل کو سنتے ہین شاد
داد دو استاد کیون کیسی کہی

فقط نہ عشق مین صبر و قرار کہو بیٹہے
ذلیل و خوار ہوئے اور وقار کہو بیٹہے

علاج زیست ہو اب انکا اے مسیح زمان
امید وصل تو امیدوار کہو بیٹہے

بہا سکے اشک جدائی مین دیدۂ تر
ہم اپنے مفت در شہوار کھو بیٹھے

تمہارے غمزۂ ابرو پہ جان و دل دونو
ہم ایک کیا کہ مین لاکہون ہزار کھو بیٹھے

بتون کے در نگہ کا نہین قصور اسمین
لڑا کے آنکہہ دل بیقرار کھو بیٹھے

دیا تہا ہم نے تو دل تمنے کر دیا واپس
یہہ ہاتہہ آیا ہوا کیون شکار کھو بیٹھے

گیا شباب تغافل مین آگئی پیری
غضب کی بات ہے عہد بہار کھو بیٹھے

تحسین کہو کہ برائی کی یا بہلائی کی
تمہارے عشق مین جو جان زار کھو بیٹھے

بگاڑ ساقی مدہوش سے کرکے محفل مین
وقار ہاتہہ آئی بادہ خوار کھو بیٹھے

ہیر تمکو شاہ عبث تمنے دیدیا دل زار
یہہ کیا امانت پروردگار کھو بیٹھے

سامنے اون کو بٹہایا چاہیے
آنکہین حسرت سے لڑایا چاہیے

چشم کے بیمار کو کیا چاہیے
شربت دیدار تہوڑا چاہیے

بڑہ گئی حد سے میری افتادگی
حسرت دل اور ابہارا چاہیے

دہجیان کرنیکو اے جوش جنون
پیرہن وحشی کا اچہا چاہیے

پاؤن تو رکہا ہون راہ عشق مین
ہو گا کیا انجام دیکہا چاہیے

بوالہوس دعوی کرے کیا عشق کا
صدمہ سہنے کو کلیجا چاہیے

کشتۂ گیسو ہون میری قبر پر
گل کے بدلے کوڑیا لا چاہیے

وصل کی اتنی شتابی کس لیے
آدمی کو صبر تھوڑا چاہیے

سوز الفت کی حقیقت اے صنم
عاشقون کے دل سے پوچھا چاہیے

دل ہے وحشت مین اتنی تو نکیجیے
جا سے قالین مرگ چھالا چاہیے

ایک بوسہ کے طلب پر منجل کیجیے
حاکمون کا دل تو دریا چاہیے

دل مین ہے گردن کو رکھکر زیر تیغ
شوخیان قاتل کے دیکھا چاہیے

کاٹئے تیغ جہازی سے گلا
تشنہ لب ہون آب تھوڑا چاہیے

وصل کا کرتا ہون جب دم مین سوال
ناز سے کہتے ہین دیکھا چاہیے

وحشت دل کی ترقی کے لیے
پھر سر زلف چلیپا چاہیے

شاد اپنے نامۂ اعمال کو
آنسوؤن سے آج دھویا چاہیے

ڈرتا ہون مین گیسوئے رسا سے
اللہ بچائے اس بلا سے

ایمان کی خیر وقت رستی
ہم مانگتے ہین یہی خدا سے

اے حضرت دل بہت پرستی
کیا بات کروگے تم خدا سے

بیٹھے ہو مثال غنچہ خاموش
مطلب نہین غرض مدعا سے

رفتار کی ان کے اف رے تیزی	شوخی ہے نمود نقش پا سے
اچھا نہین ہوتا اے مسیحا	بیمار محبت اس دوا سے

ہم پر عتاب غیر سے شاد
در گذرے ہم آپ کی وفا سے

مجھ سے واعظ کا ہمین ڈر تو نہین ہے	قول اسکا کوئی قول پیمبر تو نہین ہے
مین جسمین ہون وہ کوچۂ دلبر تو نہین ہے	اے شوق میرا ایسا مقدر تو نہین ہے
کیون رہتی ہی سینہ مین خلش اسکی ہمیشہ	نوک مژۂ یار بھی خنجر تو نہین ہے
مجروح جو کرتا ہی میری جان و جگر کو	ہر عشوہ تیرا تیغ دو پیکر تو نہین ہے
کس طرح مین اس بت کی سہون صدمۂ فرقت	دل میرا ہی یا رب کوئی پتھر تو نہین ہے
قمری کیطرح ہو جو یہ سیہ ہے اہرا دل	کچھ یار کا قد نخل صنوبر تو نہین ہے
ہی میرا دماغ آج جو خوشبو سے معطر	تاثیر سر زلف معنبر تو نہین ہے
ہر نوح کو طوفان بپا ہونیکا پھر ڈر	جاری میرے آنکھون سے سمندر تو نہین ہے
عشاق اشارون مین ہی ہو جاتے ہین کیون قتل	ابروے میرے دلدار کا خنجر تو نہین ہے
گھبرا کے شب وصل وہ فرماتے ہین سر بار	اس گھر مین کسیکا کہو کچھ ڈر تو نہین ہے

اے شاد یہ کہتی ہی میری آنکھ ہر دم

پردہ مین نہان صورت دلبر تو نہین ہے

جب وہ پہلو سے میرے اوٹھکر چلے	حضرت دل بھی خفا ہوکر چلے
انجمن سے جبکہ وہ اوٹھکر چلے	شور اٹھا بزم مین ہم مر چلے
چھینکر دل یون وہ آئی گھر چلے	ناز سے انداز سے تنکر چلے
ہاتھہ خالی کیون نہ جائین قبر مین	ایک دل تہا سو انہین دیکر چلے
تیرے مژگان کے تصور مین مدام	میرے دلمین سیکڑون نشتر چلے
مغ کے دیر مین نکہ شد و دیرہ	جلد ساقی بزم مین ساغر چلے
دہر سے لالہ رخون کے عشق مین	داغ دلپر سیکڑون لیکر چلے
وحشت دل ابروونکی یاد مین	کیا کہون مین دلپہ جو خنجر چلے
ایکبون ہم وادی پرخار مین	دو قدم مجنون سے بھی بڑہکر چلے
کوئی کہدے جاکی اوس دلدار سے	ہم تمناہی مین تیرے مر چلے
دیکھکر جمشید کے اوڑ جائین ہوش	جام محفل مین تمہارے گر چلے

کیون نہ پہونچے منزل مقصد کو شاد
آگے آگے جب کوئی رہبر چلے

لے جلد خنجر رگ گلو کی	ہے تجھکو قسم میرے لہو کی

خواہش جو ہوئی سیر سے طو کی | تلوار نے لی خبر گلو کی
حیران ہوے دیکھکر مہ و مہر | تعریف جو کی رخ نکو کی
گھبرانے لگا جو دل ہمارا | تصویر کو تیرے روبرو کی
موسیٰ سے رہی نہ لن ترانی | جسوقت کہ اوس نے گفتگو کی
عریانی تن لباس ہے خوب | حاجت نہیں جسکو شست و شو کی
آنکھوں ہی کا پردہ درمیان ہو | کچھ ٹھیک نہیں ہے دو بدو کی
گل کو بھی جہان مین آگل اندام | حسرت بڑہی تیرے رنگ و بو کی
بہنے لگے اشک چشم تر سے | خواہش جو ہوئی تجھے وضو کی
جب صبح کو اس نے مانگی رخصت | دل تہام کے مین نے گفتگو کی
کہنے لگے اپنا منہ تو دہوؤ | بوسہ کی جو مین نے آرزو کی
آنسو جو ہمارے اس نے پونچھے | اشکون نے ہمارے آبرو کی
امید نہ تھی فلک سے ایسی | شاید کچھ اوس نے چال چو کی
تھی زیست مین کشمکش سے الفت | مٹی ہو لحد مین بھی سبو کی
موسیٰ کی زبان مین آئی لکنت | اوس شوخ سے جبکہ گفتگو کی
مین دیر و حرم مین ڈہونڈ آیا | کچھ حد بھی ہے تیری جستجو کی

اے شاد خدا کا شکر ہم نے
دنیا کی کبھی نہ آرزو کی

تباہ فلک نے ستم کیسے کیسے
جدائی عداوت الم کیسے کیسے

رقیبوں نے ڈالی ہے ناحق عداوت
وہ کرتے تھے مجھ پر کرم کیسے کیسے

کہا جبکہ مرتے ہیں بولا کہ ہم سے
گئے اس سے ہم پہ ستم کیسے کیسے

لئے تھے جو ایک روز بوسہ تمہارے
کئے آپ نے تھے ستم کیسے کیسے

جب اے شاد تو نے دو دیکھو مٹایا
کھلے تجھ پہ باب کرم کیسے کیسے

ہوں بے مجھے جان کھونا پڑا ہے
اب ایمان سے ہاتھ دھونا پڑا ہے

تیرے عشق میں یار رسوا ہوا ہوں
مجھے سب سے محجوب ہونا پڑا ہے

محبت کسی سے نہ کرتے تھے ہرگز
ہمیں اپنی غفلت پہ رونا پڑا ہے

مرا یار ہنستا ہے پہلو میں میرے
رقیبوں کی قسمت کا رونا پڑا ہے

چلو سو رہیں رات تھوڑی رہی ہے
اکیلا پلنگ اور بچھونا پڑا ہے

وہ دبا اٹھا کے ستم دل پہ چھوڑ کر
دل شاد سونا سلونا پڑا ہے

جہان مین ہین دیکھو چمن کیسے کیسے — کھلے ہین گل و یاسمن کیسے کیسے
لئے ہم نے بوسے تمہارے جو لب کے — سنائے زبان سے سخن کیسے کیسے
جدائی مین بھی اوس گل باغ وین کے — کھلے ہین گل داغ تن کیسے کیسے
ہے پیری مین باقی نہ حسن جوانی — اجاڑے ہے خزان نے چمن کیسے کیسے
بچاؤن نگہیون دلکو گھیرے ہوئے ہین — رہ عشق مین راہزن کیسے کیسے
دکھائی جو اوس شوخ نے آنکھ اپنی — چکارے ہے بن مین ہرن کیسے کیسے
پیار سے تمہاری جدائیمین ہمنے — اٹھائے ہین رنج و محن کیسے کیسے
دئے ہین خدا نے تیرے گیسوؤن مین — خم و پیچ و دام و شکن کیسے کیسے

تجھے شاد دایم مزے لوٹنے کو
خدا نے دیا گلبدن کیسے کیسے

روتے روتے ہجر مین نہ خوشی کا ہیکو تھی — ضعف سے دندان نمایان تھے ہنسی کا ہیکو تھی
میکشی اور بادہ خواری کے سوا کیا کام تھا — آفت و رنج و الم جان نے سہی کا ہیکو تھی
خوف فرقت نے کیا تلخ اپنی عیش وصل کو — ہجر مین قسمت بگڑ کر بہر بنی کا ہیکو تھی
رنج فرقت سے ہماری عمر سب روتی گئی — یا الٰہی وصل مین پیدا خوشی کا ہیکو تھی
باغ تھا مینا تھا جام مے تھا وصل یار تھا — پھر کھو ساقی طبیعت پر غمی کا ہیکو تھی

ہنستے ہنستے کھیل میں مارا جو تیغ ناز سے — قتل تھا منظور میرا دل لگی کاہیکو تھی
بیچ والے پڑ سے ہوئے جب ہم تو اونسے ملکر — ایک ہی تھے ہم وہ دو نو اور دوئی کاہیکو تھی
غیر کے کھنے سے لڑتے ہو جو مجھسے بار بار — خو تمہاری الفت ایسی کچی کاہیکو تھی

شاد ہیں جب سے محبوب علی شاہ دکن
دولت دنیا کی پہر تمہکو کمی کاہیکو تھی

چاہوں جو حق سے اور جو مانگوں ملا کرے — دل کی مراد میری بر آئے خدا کرے
ساقی ہوئے ہیں جام ہو جلسہ ہوا کرے — پہلو میں میرے آپ ہوں وہ دن خدا کرے
واللہ چال انکی قیامت کی چال ہے — مرقد پہ میرے آئیں تو محشر بپا کرے
قسمیں ہزاروں کہائی ہیں وعدہ نکا کیا تھا — اب کیا امید اس سے جو وعدہ وفا کرے
اچھا نہ ہونگا میں کہ ہوں بیمار ہجر کا — غیر از وصال یار کوئی کیا دوا کرے
جو بیوفا بنیں ثبوت سے ہے کیا حصول — نادان ہے اوس سے جو کہ امید وفا کرے
اقبال و عمر شاہ دکن ہو فزوں مدام — حق سے دعا کرے تو یہ ہر دم دعا کرے

بعد از نماز شاد یہ لازم کہ پیش حق
ہو خاتمہ بخیر یہی التجا کرے

آپ کا انتظار کون کرے — دل کو امید وار کون کرے

کب تلک انتظار جلد آؤ
اب دنوں کا شمار کون کرے

وہ تو بیخود پڑا ہے مست شراب
یار کو ہوشیار کون کرے

غیر پہ التفات جو ہو دن رات
تم پہ دل کو نثار کون کرے

صید سے اوس کے ہو گیا آزاد
مرغ دل کا شکار کون کرے

پرورش تجھ سوا غریبوں کی
میرے پروردگار کون کرے

قتل کر کے کہ بھی جاتا ہے
اس کو اب شرمسار کون کرے

بیٹھ جھلائے عشق میں ہنسکر
دل کو بے اختیار کون کرے

بن گئے دل سے یہ عجب
غیر کا روزگار کون کرے

میں ہوں عاشق بغیر سے شاد
اوس پری رو کو پیار کون کرے

یوں ہی بیخود اگر بادہ پرستی ہوگی
اہل مجلس کو نہ کیوں جوشش مستی ہوگی

خدا کسی ماران محبت کا کہوں کیا احوال
دیکھیو جا کے وہاں خاک برستی ہوگی

تا شفق سیکڑوں پیاسی جو چلی جاتی ہیں
آخر ان کی کہیں آتی ہی تو بستی ہوگی

وہ ترا حسن ہمدادوا کو نیشتر چمن
ہند لگیا کہ تیرے حور ہی کیسی ہوگی

دیکھا کہ ابر و ہوا اور گھٹا ساز کی
روح میخواروں کی مرقد میں ترستی ہوگی

زندگی تک ہین صدمے عشق کے اور بعد فنا
نہ جنون ہوگا نہ سودا نہ تو مستی ہوگی

فرقت ہجر مین یارب جو کوی جلتا ہے
آگ کیسی دل پر سینہ مین پہنچی ہوگی

آجکل خوب ہی ساونکی گھٹا چھای ہے
پھر شراب اہل طرب کے لیے سستی ہوگی

خودپرستی ہے سزاوار انہین کو اے شاد
جنکی نابود و فنا و ہر مین ہستی ہوگی

دل سے یاد رخ نکو نہ گئی
جان بلبل سے گل کی بو نہ گئی

کوچۂ یار کی میرے دل سے
تا دم مرگ آرزو نہ گئی

مین وہ میکش ہون میری مٹی سے
مر کے بعد فنا بھی بو نہ گئی

یار کا دل مین اب سراغ ملا
مفت میری یہہ جستجو نہ گئی

دل گیا میرا دلربا کے ساتھ
مگر افسوس جان تو نہ گئی

مین تو کیا یار تیرے کوچہ سے
آرزو کی بھی آرزو نہ گئی

روح تن سے گذر گئی لیکن
اب تلک تیری جستجو نہ گئی

عمر پہونچی شباب کو بھی مگر
خو تیری یار حیلہ جو نہ گئی

مجھ سے چھوٹی نہ خوی جامہ دری
زخم سے عادت رفو نہ گئی

مین وہ ذاکر ہون مرے دل سے شاد

بعد مردن بھی یاد ہو نہ گئی

وہ اغیار پر مہربان ہو رہا ہے
ہمارے سے اب بدگمان ہو رہا ہے

خدا جسپہ ہو مہربان اوسکا کیا ہو
عدو گر تو اے آسمان ہو رہا ہے

ذرا مجھکو بتلا دے چرخ ستمگر
ستم ایسا کس پر کہان ہو رہا ہے

خدایا میری داد کیون کر لگو گی
عدو میرا ہر پاسبان ہو رہا ہے

نہ کیون حال میرا کسی پر ہو ظاہر
مخالف میرا رازدان ہو رہا ہے

عجبون سے کہ شب ہو رقیبون کو بلوے
کہون کیا مین کیا کیا وہان ہو رہا ہے

جو ہے حال میرا سو تیرا دہی ہے
میرا دل ترا رازدان ہو رہا ہے

شب وصل پر یہ پسینہ نہیں ہے
یہہ چہرہ ترا در فشان ہو رہا ہے

نہین خالی تجہہ پر یہہ ظلم و ستم سب
ترا شاد اب امتحان ہو رہا ہے

نیستی میری عین ہستی ہے
خود پرستی بھی حق پرستی ہے

جب سے اوس سنگدل کو ہین عاشق
دل طلب گار بت پرستی ہے

کیا ہی اچھی جگہ ہے ملک عدم
یا نکی خلقت وہان جو بستی ہے

کیا کہون وصف ابروے دلدار
دونون جانب یہہ تیغ کستی ہے

چھیڑتا ہون جو گنج خوبی کو — زلف بن بن کے ناگ ڈستی ہے

دیکھ کر یہ تردد و تدبیر — میری تقدیر مجھ پہ ہنستی ہے

آ خدا کے لئے بت مغرور — میری جان وصل کو ترستی ہے

دیکھ لو جا کے مرقد عاشق — بیکسی کسقدر برستی ہے

خم کا دستار محتسب سے مول — میکشو لو شراب سستی ہے

حیدرآباد کی ہو کیون نہ ثنا — علم و فن کی یہی تو بستی ہے

بیخبر غیر سے جو ہون آستاد
مئے وحدت کی ولیہ مستی ہے

خوابین عشاق کی آو خدا کیواسطے — اس دل وحشی کو بہلاو خدا کیواسطے

مرقد عاشق کو ٹھکراو خدا کیواسطے — قم باذنی آکے فرماو خدا کیواسطے

لن ترانی تم نہ فرماو خدا کیواسطے — میری جان باہر نکل آو خدا کیواسطے

سر نہ دیوار سے ٹکراو خدا کیواسطے — شاد ان باتون سے باز آو خدا کیواسطے

وصل کی شب ہی نہ شرماو خدا کیواسطے — میری جان آغوش مین آو خدا کیواسطے

دل بہت بیتاب ہے تسکین دیجاو خدا کیواسطے — بھولی بھولی شکل دکھلا جاو خدا کیواسطے

ہر طرح سے مین سمجھایا سمجھتا ہی نہین — اس دل ناداں کو سمجھاو خدا کیواسطے

زلفین اور بھین ہین بنا لو آئینہ مین دیکھکر | سر پہ عاشق کے بلا لاؤ خدا کیواسطے

بے تکلف تم لپٹ جاؤ گلی سے وصل مین | میری جان مجھ سے نہ شرماؤ خدا کیواسطے

دی موذن نے اذان بیوقت سے ہنگام سحر | رات باقی ہے نہ گھبراؤ خدا کیواسطے

شاداب دل کا تقاضا ہے مجھی سے صبح و مسا
تم مدینہ کو چلے جاؤ خدا کیواسطے

دل کو خواہش تھی جنکی مدت سے | گھر وہ آئین ہین آج قسمت سے

بیٹھے بھلاے دالہ گیسو :: | دام مین پھنس گئی ہین قسمت سے

اپنی صورت ذری دکھاؤ سے مجھے | دم نکلتا ہے تیری فرقت سے

آنکھ ان کی ہے فتنہ محشر | چال ہم پایہ ہے قیامت سے

ہو جو مقبول مدعا میرا :: | کچھ نہین دور اوس کی قدرت سے

جب بھی ملتے ہین وہ مجھے پھیرا | حق تعالے بچائے تہمت سے

ہو گیا ہے خلاف کیون بیوجہ | تم کو اے جان میری صورت سے

جبکہ پہچانتے نہین کیا آپ | دیکھتے ہو جو چشم حیرت سے

شاد کی ہو گئی دعا مقبول
یا الٰہی تیری عنایت سے

ہلال عید ہی ابرو پہ اس بت کے نہ قربان ہے — تصدق عارض روشن پہ بھی خورشید تابان ہے

نقط زخم جگر ہی غم میں اس بت کے خندان ہے — ہمارا سینہ پر داغ بھی رشک گلستان ہے

ہمارا سینہ یاد و ذکر لا اللہ سے — نگین دل پہ کندہ نقش مہر سلیمان ہے

کبھی یاد پیر و یان خالی رہ نہیں سکتا — ہمارا خانہ دل ہے کہ گلزار پرستان ہے

تمہاری یاد رخ اور یاد گوش و زلف مشکین سے — ہے بلبل مضطر اور خاموش گل سنبل پریشان ہے

ہیں جبتک قید ہستی میں ملے کیا لطف مطلق کا — ہمارا جسم بھی جان کیلئے یوسف کو زندان ہے

ضیائے نقش اشعار رنگارنگ مضمون سے — مرقع خانہ ارژنگ چین ہے یا کہ دیوان ہے

نہیں کچھ کام ہمکو ہے سے شیخ و برہمن سے — محبت اس بت کافر کی اپنا عین ایمان ہے

خدا کیواسطے رحم آ بتو احوال عاشق پہ — ستانے کیلئے ہوا اسقدر آخر تو انسان ہے

ہے میرا انجاح مقصود دکن کے واسطے حامی — شہ ملک دکن نواب محبوب علیخان ہے

مدینہ رشک جنت ہے کنیزین حور ہیں اسکی
غلام اس شہر کا شاد ہر یک رشک غلمان ہے

وعدہ آنے کا یار کرتا ہے — شادیان انتظار کرتا ہے

ظلم وہ بے شمار کرتا ہے — دل میرا اوس کو پیار کرتا ہے

تیرا جانب شوق الفت میں — جان مجھپہ نثار کرتا ہے

آئیے جلد انتظار بہت
آپ کا جان نثار کرتا ہے

آ گلے سے لپٹ کہ ہو تسکین
دل کو کیون بیقرار کرتا ہے

تیر مژگان سے وہ کمان ابرو
مرغ دل کو شکار کرتا ہے

دعوے الفت کا کیا جتائین ہم
وہ تو غیرون کو پیار کرتا ہے

ایک بوسہ کیواسطے ہم کو
روز امیدوار کرتا ہے

واہ کیا ان کے بادہ خوارون کو
لیست زور خمار کرتا ہے

سر بھی ہے دل بھی ہے جگر بھی ہے
دیکھیں وہ کسپہ وار کرتا ہے

روز ہر گز نصیب ہو نشہ نے
دھوم کیون بادہ خوار کرتا ہے

پاس بٹھلا کے اپنے غیرون کو
مجھکو محفل مین خوار کرتا ہے

زاہدا کیون شراب پینے مین
خوف روز شمار کرتا ہے

سب مصیبت گذر گئی ای شاد
رحم اب کردگار کرتا ہے

خمسہ بر غزل قدسی علیہ الرحمۃ

کیا کرون وصف رقم مین تیری عالی نسبی
تشنہ تیرے ای میر ہاشمی ومطلبی
[illegible] سر تاج نبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان بافدایت چہ عجب خوش لقبی

کی جو نقاش ازل نے تیری تصویر رقم
ہے وظیفہ میرا ہر دم یہ زبان سے پیہم

ہو گئی سب پہ سبقت تجھے یا شاہ امم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

کس نے سمجھا ترے رتبہ کو جو حق نے سمجھا
کر سکوں جو تیری توصیف مرا منہ ہے کیا

بس تیری شان میں لولاک لما ہے آیا
نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

جبکہ پہنچا تو فلک پر مرے شاہ لولاک
گھر اٹھے عرش پہ سب جتنے ہیں ارباب سماک

مرحبا کیا مرے مولا ہے تیری ذات پاک
شب معراج عروج تو گذشت از افلاک

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

عاصیوں پر مرے مولا تیری رحمت ہے دوام
ہے تجھے ورد زبان پہ یہی صبح و شام

پایۂ دین تیرے صدقہ سے ہوا استحکام
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

انس و جن حور و ملک اور جو سارے حشرات
ہاتھ پھیلا کے کہیں گے تجھے انکی صفات

گرمی حشر سے جب شور مچاویں ہیہات
ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

چشم بد دور تیری نظروں میں کیسا ہے اثر — وہی زندہ ہوا جسپر کہ پڑی تیری نظر
روز فردا یہ کہینگے تجھے ہر ایک بشر — چشم رحمت بکشا سوے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

شرم سے اپنی خطاؤں کے ہے میرا دل برہم — رات دن فکر سے مجھکو ہے بہت رنج و الم
یہی آتا ہے مجھے شعر زبان پر ہر دم — نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوی تو شد بے ادبی

نشاد کی عرض ہے یہ آپ سے اے میرے نبی — چشم رحمت سے سوا لار ہے مجھپر تیری
یہی نکلا کرے ہر وقت زبان سے میری — سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ سوے تو قدسی پے درمان طلبی

قولہ

ذات پر تیری ہے امت کی شفاعت طلبی — مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کیا کروں حسن کی توصیف میں اے تیری رقم — من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

سب خدائی میں ہو بس ایک تو مقبول خدا — نسبتے نیست بذاتت توئی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

ہوئی منسوخ جو توریت و انجیل و زبور — ذات پاک تو درین ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

وصل حق کو لئے حبیب تمہی کی سیر افلاک — شب معراج عروج تو گذشت از افلاک

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

تیرے اقبال سے جاری ہے یہ فیض اسلام — نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

دل سے مفتون ہوں بندہ ہوں تیرا ہیں کمتر — چشم رحمت بکشا سوے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

ہیں پیاسوں کے لئے ابر کرم تیری ذات — ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

ہیں سگوں کا تیرے درگاہ کا برتر عالم — نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوی تو شد بے ادبی

شاد کی آپ سے ہے عرض بقول قدسی — سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ ہمرہ قدسی سپے دربان طلبی	
حبذا اے شہ والا حسب مطلبی	سب سے بڑھکر ہے ترا رتبہ عالی نسبی
شان میں تیرے یہ کہتے ہیں نبی اور ولی	مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی	
کیا تیری شان علی ہے میرے شاہِ عالم	جس نے دیکھی تیری تصویر مبارک اکرم
محو دیدار ترا ہو کے کہا یوں پیہم	من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی	
دست بستہ یہ کہوں گا تجھے روز محشر	ہوں سیہ کار گنہ بندہ نگہ میرے نگر
میرے مولا میرے شافع روز محشر	چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی	
تشنگی سے ہیں بہت جان بلب اہل صفات	چشمۂ فیض سے تیرے ہی پیاسوں کی نجات
بحر الطاف و کرم مرجع کل مظہر ذات	ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی	
مرحبا صل علا اے سایۂ ذات یکتا	وصف تیرا میں لکھوں اے میرے مولا کیا کیا
ہمہ تن شان خدائی کی اثر تجھ سے ہویدا	نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

جبکہ کی احمدؐ نے سیر سپہر افلاک
کھڑے اوٹھے عرش پہ سب جتنے ہین ارباب
مرحبا حبذا خوش آمدی شاہ لولاک
شب معراج عروج تو گذشت از افلاک

بہ مقامیکہ رسیدی نرسید ہیچ نبی

کیا لکھوں وصل علیؑ امیر سردار انام
ذات سے تیرے ہے مضبوط بنا اسلام
رشک سے یون شجر طور بھی کہتا ہے دوام
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

ہے تیری ذات کا مداح سبھی جا حضور
پیشتر سب سے ہوا پیدا ترا دہر مین نور
ہے سزاوار تیری شان مین کہنا یہ ضرور
ذات پاک تو درین ملک عرب کردہ ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

ایک مدت سے ہے مجھکو مرض ہجر نبیؐ
وصل سے دل ہے مرا شاد یہی ہو مرضی
اسلئے ورد زبان ہے یہی شعر قدسی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ نامرۂ قدسی سپئے درمان طلبی

کیا کرون وصف تیرا اے شہ والا نسبی
تو ہی والی تو ہی مولا ہے میرا تو ہی نبی
جانتے رتبہ کو تیری ہین زکی اور غبی
کرتے ہین مدح و ثنا ہر انسان اپنا تو بھی

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

صدقہ تیرے ہے میری جان عزیز آ مولا — دل سے ہوں بندہ درگاہ مقدس تیرا
تو ہے ماوا میرا اور تو ہی ہے ملجا میرا — بس یہی شعر مبارک ہے وظیفہ میرا

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ذات تیری ہے مجھکو بھی شفاعت کی امید — قبلہ و کعبہ امت ہے ترا باب سعید
ورنہ تیرے سے میں سوالی ہوں اگرچہ ہوں بعید — واسطے میرے یہی شعر مبارک ہے مفید

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کیوں نہ مقبول خدا ہو تیری ذات والا — تو ہے مقبول الٰہی تو ہے محبوب خدا
تجھ سے کیا وصف ہو اے سید عالم تیرا — کوئی ہو سکتا نہیں وصف ترا اس کے سوا

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تو نہ ہوتا تو نہ تہا کچھ بھی زمانہ کا ظہور — تیرے ہی طفیل ہوا پیدا یہ سامان وجود

دو جہان نور مبارک سے ہی تیرے پرنور
ثنا نہیں تیرے سے پڑھوں کیوں نہ میں شعر ضرور

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تو خدا سے ہے جدا اور نہ خدا تجھ سے جدا
جلوہ گر ہے سبھی آثار میں جلوہ تیرا
گل میں ہے بو میں بھی گلشن میں ہے تیرا نقشا
تو خدائی کا ہے مختار سراوون کیا کیا

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

روح عالم ہے تو ہے دین تن بے سایہ تیرا
اس لئے جسم مبارک کو نہیں ہے سایا
تو ہی ہاں نور خدا تیری ہے ذات یکتا
لکھے تجھ کو ہیں ملک دیکھ کے یوں صل علیٰ

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جس نے دیکھی تیری تصویر مبارک دم بھر
دل و جان ہے ہوا شیدا تیرا با سوز جگر
سوزش نار جہنم سے بچا وہ یکسر
حالت عشق میں پڑھتا ہی یہی شعر اکثر

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حق نے بخشا ہی تجھکو جو یہ خطاب احمد
پردہ میم اٹھا دو تو رہا نام احد
میم کے پردہ مین پوشیدہ ہی یکتہ بیحد
آگئے ہو جا سے ادب [وصف] [مقصد]

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

روز محشر تیری ہی امت پہ نگہ کی یا شاہ
رحم امت پہ کرو پھر خدا شام و پگاہ
دل مین باقی نہ رہی کوئی طرح کی اب چاہ
بیکسونکا نہین اس شہر سوا کوئی پناہ

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شب معراج بلایا جو خدا نے تم کو
فرق کو طے کئے اور عرش کا تا پہنچو
تا بہ یہ مقصود کہ آپ اپنا ہی رتبہ دیکھو
کیون نہ پھر پردہ وحدت ہی [عیان] ظاہر ہو

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

پیدا جب دم کہ تمہین خالق اکبر نے کیا
حکم توریت کا انجیل کا منسوخ ہوا
دین پاک آپکا سب دینوں پہ ناسخ ٹھہرا
ہر گھڑی کیون نہ پڑھون دل سے وظیفہ اسکا

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چه عجب خوش لقبی

عرض شاد کی ہے یہ آپ پادشاہ مدام — ہو وے ایمان پہ میرا خاتمہ نیک انجام
آپ کے درگہ والا کا ہیں کمترین غلام — شعر قدسی کا رکھوں ورد کے وظیفہ یہ دوام

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چه عجب خوش لقبی

مثلث بر غزل وطن

سلطان حق ہے دل بابل گیسوئے محمد — ہے پیش نظر تا نگہ کوئے محمد
ہے آنکہ ہے سر پردہ میں نہاں روئے محمد

معشوق میں کشتۂ دل مقبول خدا ہے — آئینۂ ارشاد میں ارباب صفا کے
یعنی جو خدا کی ہے وہی ہے روئے محمد

ہو جو کچھ ہے مرا یا نکہ تم سب سے مقدم — ہر شان بشیر میں ہے نہاں نور مجسم
عادت جو خدا کی ہے وہی ہے خوئے محمد

گیسو کا تصور جو ہے وہ رات خدایا — معراج کی شب کا مجھے ہے پل ہے سایا
دل پیچ میں الجھتی ہے مرے موئے محمد

سجدہ کا لطف شاہ عرش ہوں زمین پہ — قبلہ کی طرف سر تو جھکاتا ہوں وطنیں

آنکھین پہر سے جانے ہین میرے سرو

خمسہ بر غزل وطن

کہون کیا آپ سی مین آپ کیا ہون
الگ ہون سب سے اور سب مین ملا ہون
مین عبد و رب کے جھگڑے سے جدا ہون
نہ بندہ ہون کسیکا نے خدا ہون
انھین دو کا مگر مین مدعا ہون

نہ تھا جب تک کہ مین عاشق کسی کا
خودی کو اپنے خود بھولا ہوا تھا
کہون کیا مین عجب ہے حال میرا
ہوا عاشق تو دیکھا حسن اپنا
مین اپنی شان کا خود آئینا ہون

کہون مین حال اپنا آپ سے کیا
دوئی کے وہم مین اتنا سا چھپا تھا
خدائی کو خودی مین اپنے پایا
ہوا عاشق تو دیکھا حسن اپنا
مین اپنی شان کا خود آئینہ ہون

کہین ظاہر کہین جا ہون مین پنہان
فرشتہ ہون کہین جن اور انسان
کہین ذرہ کہین ہون مہر تابان
نمود ہے نمودی ہے میری شان
کبھے صورت ہون گاہے آئینہ ہون

بہرا ہے جوش وحدت سے سفینا
کدورت ہے کسی سے کچھ نہ کینہ

سدا مجھکو شئے الفت ہے پیناہ ۔ نہ مرنا یاد ہے مجھکو نہ جینا

نبی سیرت نبی صورت نما ہون

کرون مین شاد ہوکر کسکی پوجا ۔ جپون کس نام کا ہر روز مالا

سبھی جا پر عیان ہے جلوہ اسکا ۔ وطن صاحب کرون کس رخ مین سجدا

میرے صاحب کو ہر سو دیکھتا ہون

رباعیات حمد و نعت

مقدور کہان ہو جو رقم حمد خدا ۔ خالق ہی وہ اور مین ہون اسکا بندہ

ہر چند کہ ہون شاد گنہگار و لے ۔ بخشے گا مجھے حشر مین آقا میرا

رباعی

ہے نور خدا کا تجھسے شاہا پیدا ۔ کہتے ہین تجھے کہ ہر تو محبوب خدا

ہے شاد کی یہی مراد قلبی ہر دم ۔ ہون دل سے تیرے روضۂ اقدس پہ فدا

رباعی

عاشق ہون دل و جان سے رسول اللہ کا ۔ شیدا ہون دل و جان سے رسول اللہ کا

امید شفاعت نرکھون کیونکر شاد ۔ بندہ ہون دل و جان سے رسول اللہ کا

خالق نے جو پیدا کیا حضرت کی ذات ۔ رباعی ۔ ان کے ہی سبب سے ہوئی کل مخلوقات

اے شاد کچھ اسرار ہیں یہاں نادر | بندہ میں نظر آتے ہیں خالق کی صفات

رباعی

تا بندہ کہیں جلوہ کعبہ دیکھا | زیبندہ کہیں رنگ کلیسا دیکھا
اس چشم حقیقت کے بدولت اے شاد | ہر جا سے پہ اس شوخ کا جلوا دیکھا

رباعی

دل قبلہ نما نور سے بن جائے مرا | ایمان سے بس خاتمہ ہو جائے مرا
یہ حق سے شب و روز دعا ہے شاد | دم یاد تجھ مین نکل جائے مرا

رباعی

اے شاد یہ دنیا ہے مقام غفلت | عقبیٰ کے کرو کام تو ہو گی عزت
جب سر پہ قضا آئی تو پچھتاؤ گے | رہ جائیگی سب دل ہی کہ دل مین حسرت

رباعی

غفلت کے سوا دہر مین کیا کام کیا | عقبیٰ کا نہ کچھ پاس سرانجام کیا
جب سر پہ قضا پہنچی تو پچھتائے شاد | افسوس نہ دنیا مین نہ قبر مین آرام کیا

رباعی

سینہ تا تھکیں با تیر تو چھلوں مین لگا | ہر لطف و وصال یار کا حاصل ہے یار

اے شاد نہ کیون ہم سر تسلیم کرون — ہے حال پہ دایم میرے لطف غفار

رباعی

کیون غش نہ کرین دیکھہ کر تیری تصویر — ہولی ہے نرالی ہے یہہ پیاری تصویر
اے شاد قسم حق کی بیان کو نہین — ایسی تو کبھی ہم نے نہ دیکھی تصویر

ایضاً

جس دم کہ فنا آپ کی ہستی ہوگی — پیدا صورت سے حق پرستی ہوگی
جب ساقی کوثر سے ملیگی کوثر — سینون کو دلا جوشش مستی ہوگی

عید آخری چہار شنبہ

آخری چہار شنبہ آیا ہے — جوش دل پر خوشی کا چھایا ہے
گل گلے پوریان اڑا و آج — حق نے یہہ دن تمہین دکھایا ہے

عید دیوالی

اس سال دیوالی یہہ عجب دہوم سے آئی — مہتاب کی بھی چھوٹ گئی منہ پہ ہوائی
ہم آنکھوں شب [illegible] کے چراغون کے مقابل — دیکھین سگے چھچھوندر کی تیاری ہوائی

قطعہ ہولی

دنیا مین عجب رنگ [illegible] آئی ہولی — ہر ایک کو رنگین بنائی ہولی

اقسام کے رنگ جو کہ ہیں ظاہر ہیں | اکی اپنے فلک میں بھی رسای بدلی

رباعی

ذلت ہی بہت دہر میں عزت کم ہے | تکلیف بہت سی ہے فراغت کم ہے
سو بار کیا تجربہ میں نے ای شاد | دنیا میں بہت رنج ہی راحت کم ہے

حضور پر نور بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی
قطعہ دعائیہ در ارسال تحفہ طاؤس مصنوعی پر گل متر بہار وغیرہ پیش نذر

باغبان ازل سے گلشن میں | شاہ سے ہے بلبل چمن کی دعا
باغ شاہ دکن بہ فضل کریم | رہے ہر سبز اور پھلا پھولا

بیت

ساقی ہے دور جام ہے فصل بہار ہی | سب کچھ ہے آپ ہی کا فقط انتظار ہی

دام ملکہ
خدمت حضرت خداوند نعمت قدر قدرت اعلیحضرت حضور پر نور بندگان عالی
قصیدہ تہنیت تسمیہ خوانی شاہزادہ بلند اقبال ہمایون فال

مبارک کی ہو نہ کیونکر بنام بسم اللہ | حرم شاہ میں ہی اہتمام بسم اللہ
ہے شاہزادہ شاہ دکن کو زیب آج | کلام پاک خدا سے کلام بسم اللہ

پئے مبارکی جشن تسمیہ خوانی
عجب ہی جشن ہے یہ انتظام بسم اللہ

خوشی زمانہ میں چہائی ہے اسقدر سبکی
ہر ایک زبان پہ ہے ورد و دوام بسم اللہ

ہوا جو اس سے ہی آغاز درس شہزادہ
شروع کار نہ کیون ہو مقام بسم اللہ

سجن نیت سلطان حامی اسلام
ہو دین یا و رو دنیا کا کام بسم اللہ

ہو کیون نہ نشۂ عشق محمدی آئین
مے طہور سے مملو ہے جام بسم اللہ

ظہور جشن مبارک ہے امر دیبال
سر کتاب نہ کیون ہو قیام بسم اللہ

مبارکی سے کی ہو شروع شاہ سخن
دعا پہ کیجئے اب اختتام بسم اللہ

ق

بر آئین شاہ کو یارب مقاصد دارین
بہ فضل رتبۂ فخر تمام بسم اللہ

فزون ہو دولت و اقبال و عمر شہزادہ
طفیل مرتبۂ فیض عام بسم اللہ

قصیدہ

شاہ کے سالگرہ لیکے جو آئی مہندی
گلشن دہر کی ہر آنکھ میں بہائی مہندی

محفل عیش میں ہے رنگ جو لائی مہندی
مردم دیدہ کے آنکھوں میں سمائی مہندی

قدم او شہ نہ بہ نہیں خامہ کا خوشی کی بیٹھا
پاؤں میں اسکی بہی شاہد نے لگائی مہندی

آمد آمد کی صدا غلغل شادی کی ہے دہوم
باغ دنیا میں ہے کس حسن سے آئی مہندی

شہر خرد بہ کہیں تا کس جو نہیں بیٹھی ہے
دیکھے رہی ہو اثر رنگ حنائی مہندی

شادی سالگرہ شاہ دکن کی سنکر
خوب نقاش ازل نے ہے بنائی مہندی

دیکھکر شاہ کی سرسبزی اقبال بلند
کیون نہ قدمون پہ کرے ناصیہ سائی مہندی

ساری خوبان جہان اُسپہ فدا ہین ویسے
کیون نہ ... گل کی کرے دلکی صفائی مہندی

الفت سالگرہ رکھتی ہے دلمین محکم
کیون نہ غنچونکی کرے عقدہ کشائی مہندی

اہل محفل کی ہتیلی نے لیا چوم اوسکو
بزم مین شاہ کی جب ... آئی مہندی

اسکی شوخی کی کہا تک کوئی توصیف کرے
کیون نہ عاشق کی کرے ہوش ربائی مہندی

سرخروئی ہے اسی سے اُسے دایم حاصل
قدم شہ سے نہ ہوئیگی جدائی مہندی

عمر بہر کیون نہ رہین شہ کی دعاگو ہین
خضر کے عمر کی دیتی ہے دہائی مہندی

شاد و آباد رہین تا صد و سی سال حضور
شاد نے دلسے دعا دیکے سنائی مہندی

قصیدہ در تہنیت سالگرہ مبارک صاحبزادی صاحبہ
حضرت ظل سبحانی مدظلہ العالی

بلبلونکو گل و گلزار مبارک ہووے
شاہ کو جشن کا دربار مبارک ہووے

فصل اینہ دس شہا سالگرہ کی شادی
حق سے ہر سال مین ہر بار مبارک ہووے

ہمتو کافر ہین رہ عشق کے ہین ازابد
تجھکو تسبیح ہمین زنار مبارک ہووے

سرو قمر یکہ گلستان کو مبارک ہووے ہم کو حسن قد دلدار مبارک ہووے

تخت طاؤس کی تخت کو زینت حاصل رونق تاج گہربار مبارک ہووے

ہو وجیہو کو عطا خلعت جشن تقریب چشم دشمن مین حسد خار مبارک ہووے

بادہ و ساغر و ساقی ہو ہمایون ہمکو شیخ کو جبہ و دستار مبارک ہووے

مسکن خلد مبارک ہو [illegible] ہمکو دہلیز دربار مبارک ہووے

خلعت سالگرہ لعل و جواہر کا صلہ
شاد کو شاہ سے ہر بار مبارک ہووے

قصیدہ در تہنیت ولادت میر عثمان علیخان بہادر شاہزادہ والا تبار حضرت ظل سبحانی مد ظلہ العالی

ہوا شاہ کے گہر جو شہزادہ پیدا پری چہرہ گلرو ہوے دل سے شیدا

عجب طرح کا دیکہو نور ازل سے کہ مادر پدر کا وہ لخت جگر ہے

ہوئی شور روشن ہے زمین آسمان مین نہین کوئی اوسکا ہی ثانی جہان مین

کبھی شمس اوس کے مقابل نہ ہوگا کرے ہر مہ چار دہ رخ سے پیدا

خوشی سے عجب [illegible] عالم ملک دکن مین چہکنے لگے عندلیبین چمن مین

[illegible] خوش [illegible] [illegible] نغمے گانے [illegible] راگ مالا

امیروں نے گذرانی نذریں خوشی سے — یہی عرض کی دست بستہ سبھوں نے
مبارک تجھے شاہ ذیشان مبارک — ہو شہزادہ تجھکو بحق تبارک
سکندر نژاد اور دارا سے دولت — فلک مرتبت اور حاتم مروت
دعا شاد کی ہے یہی دل سے دایم — الٰہی رہے شاہ و شہزادہ قایم

لکھا شاد نے شاد ہو اور خوش تر
ہے سال تولد زہے نیک اختر
۱۳۰۳

تاریخ ولادت میرزا فاروق علیخان شاہزادہ والا تبار حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی

فصل ایزدی سے ہوا شاہ دکن کو فرزند — نیر اوج حشم مہر سپہر ذیشان
شاد تاریخ لکھی یوں بحساب فصلی — جانجان نور مکان شمع حرم سلطان
۱۳۰۰ف ۹۳

هو الرحیم

تاریخ مراجعت سواری بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی از شہر کلکتہ

ہوا شہ کے آنے سے گلشن وطن — خزاں میں بہار آئی سوئے چمن
دعا شاد کی ہے قیامت تلک — خدا یار ہے شاہ ملک دکن
۱۳۰

قطعہ تاریخ منصوب شدن در درگاہ حضرت شیخ فرید شکر گنج علیہ الرحمۃ المعروف بہ دروازہ بہشتی

بسعی حضرت ہاشم حسینی — جو مقبول در خیر الورا ہے

مزار حضرت خاموش پر جب — نصب دروازہ جنت ہوا ہے

وہ باب جنت فیض شکر گنج — فضیلت جسکی ثابت برملا ہے

لکھی یون شاد نے تاریخ تعمیر — در درگاہ بہر از خدا ہے

قطعہ دعائیہ

در شان اعلیحضرت خداوند نعمت قدر قدرت فلک شوکت جہان پناہ ظل سبحانی مدظلہ العالی

ہے دعا بلبل شیدا کی شاد — شاخ گل پر یہی ہر صبح و شام

گلشن دہر مین شاہا تیرا — گل اقبال شگفتہ ہو مدام

تاریخ شکار کردن شیر حضرت سبحانی بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی و دام ملکہ و دولتہ

توپران راہ واقع ہے جو کچھ فاصلہ پر — ناگہان شیر ژیان کا ہوا اس جا پہ گذر

ظلم کی اوس کے ملی شاہ دکن کو یہ خبر — کہ رعایا کے مویشی کا ہوا حال ابتر

صبح کو اوس نے کیا عزم شہ والا نے — اور سواری کا دیا حکم بصد شوکت و فر

ہر طرح صید کا سامان مہیا کر کے — رونق افروز ہوا شاہ رعایا پرور

قصد اس دشت و ہاں پہونچے بوقت مغرب — رات بہر سب نے کیا ادہر سکونت تا بسحر

جبکہ شاہین فلک شرق کی جانب چمکا — صید انجم پہ جھپٹا ہوا شاہ خاور

جانور سارے شکاری ہوئے مصروف شکار — سب کہاں گئے صیاد یکایک ہی گھیر

رعب شاہین کا جو ہر دبدبہ لیکر چھایا — کبک و دراج کے ہر دم جانکو ہوئے کاستر

باز خوش سیر کی چالاکی و دم بازی سے — پر کبوتر کے ہوئے خوشنما بے پروبر

ہوئی چیتے کی اندھیری ادھر آنکھوں سے جدا — وہ لگا گھورنے آہو کو جو اودھر اودھر

پڑی اوسکی نظر جو آہو کی طرف — چوکڑی بھولا ہرن ہوش ہوئے سب کے بکھیر

ایک تلہیں ہزار و نکو کیا اس نے شکار — ایک ہی جست میں سارا گرا چاک جگر

حلقہ کھلتے ہی جو سب چیتے ہوئے تار یکبار — گورخر تک نہ کسی کے رہے ہوش بگر

شہ کی مرضی کے موافق جو ہوئے سارے شکار — پھر سواری ہوئی پھر اقبال اکبر

ہوئے ہمرہ جو شکاری شہ والا جو سوار — خوف سے کانپ گئے گردون گردن بصر

ہوئے ہمراہ سواری کے امیر اور وزیر — کیا کہوں وہ ترکیب فوج وہ شان افسر

حکما اور اتالیق تھے ہمراہ رکاب — تھے ملازم جو تھے ہر نوع کے ارباب ہنر

ہوا فرمان شہ ذیجاہ کا اس دم ایسا
جلیں اس رخ پہ جدہر شیر کی تھی نخچیر

رونق افروز ہوئے جب شہ والا دکن
شیر غراں بھی کھڑا سامنے حاضر ہو کر

شہ والا نے جونہی اپنی چلائی بندوق
ہو گیا تیر اجل کا وہ نشانہ یک سر

پھر تو ہر سمت سے صدا آنے لگی تحسین کی
ہوئے احباب خوش اعدا ہوئے سب خاکستر

زہ کہا مہر نے آفرین کہا گردوں نے
ہدف تیر ملامت ہوا دشمن کا جگر

شاد ہو کر یہ دعا میری زباں سے نکلی
یا الٰہی رہیں قایم شہ والا اختر

رہیں محبوب علیشاہ ... دوام
دایما پشت پناہ ان کے رہیں پیغمبر

عیش و عشرت سے رہیں شاہ دکن شاد مدام
جب تلک چرخ پہ تابندہ رہیں شمس و قمر

صید کی شاد کی تاریخ ہے یہ
شیر کو صید کیے شاہ جہاں پیکر
۱۳ ھ

خدمت حضرت خداوند نعمت قدر قدرت اعلیحضرت حضور پر نور بندگان عالی دام ملکہم

قطعہ تہنیت ولادت باسعادت شہزادی صاحبہ قبلہ دام ظلہا

مہر سے آفاق کو ہم خسرو ذیجاہ کو
شاہزادی حضور صاحبہ بخشی لقب ...

شاد رکھے ... اسے ہم شاد
ہم ہمایوں شاہزادی ہمکو اللہ دے ...
۱۳ ھ

خدمت حضرت خداوند نعمت قدر قدرت اعلحضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی دام اقبالہ

قطعہ تہنیت تقریب چوتھی جشن سالگرہ مبارک شاہزادی صاحبہ قبلہ دام ظلہا

تاریخ

عمر و اقبال شہ ملک دکن	رباعی	روز افزون ہو یہ ہے دل کی دعا
شاد کر عرض سن فصلی جشن		سنہ چوتھی ہو بپا کہ بیشہا ۱۳۰۰
آیا بسنت اور ہے موسم بہار کا		ساقی و جام و بادہ و جلسہ ہے یار کا
ہے شاد کی دعا کہ رہے حق تا ابد		اقبال و عمر و جاہ ہے شہریار کا

ایضاً

جشن گرہ سال نیکو فال ہے	یہ شاہ دکن صاحب اقبال ہے
گنتی میں ہر ایک دن ہوگا شاد	اور سالگرہ تا صد دوئی سال ہے

تاریخ انتقال پرملال عبدالنبی شاہ صاحب

عالم فانی سے شہ عبدالنبی	[illegible]	تھا رشیم وکیر یہان جب تک بسے
لکھدیا یون شاد نے سال وفات		ہائے وہ جنید وقت کامل اٹھ گئے ۱۳۰۰
جہان ست اد ہے شاہ عبدالنبی		جو کیا تا تین ست بستہ [illegible]

ہوئی شاد جب فکر سال وفات | کہا میر دلنے خدا کے خلیل
۱۳۰۵

تاریخ وفات کیشو پرشاد تخلص حساب فرزند راجہ گردہاری پرشاد بہادر المتخلص باقی

پیارا جو دوست جسکا تخلص حساب تھا | واویلا کہ راہی ملک عدم ہوا
تاریخ اوسکی شاد نے لکھی فی البدیہہ | باقی کا نور چشم صد افسوس مر گیا
۱۳۰

تاریخ وفات سید عبداللہ حسین شاعر

مر گئے جب سید عبداللہ حسین | شاعری کا اب مزا جاتا رہا
از سر افسوس تاریخ وفات | مین نے لکھی شاعر خوش گو گیا
۱۳۰۴

تاریخ وفات محمد احسن لکھنوی

شاعر تھا محمد احسن نامی | افسوس وہ مر گیا قضا سے
تاریخ وفات مین نے لکھی | مشہور سخن ہوا دنیا سے
۱۳۰

تاریخ وفات امام الدین صاحب

ہر کسیکی چشم تر اور ہو گئی آزردہ دل | منہ سے کہتا ہی کوئی واویلا وحسرتا
کیا رہا اے شاد اب لطف مذاق دل لگی | وہ امام الدین نصرت زندہ دل حیف مر گیا

تمت الکتاب

قطعهٔ تاریخ از نتایج افکار گهربار آبروی منثور و منظوم نخبهٔ جبههٔ منطوق و مفهوم راجه راجایان مهاراجه راجه کشن پرشاد بهادر دام اقباله پیشکار سرکار عالی مصنف این کتاب

در این زمان که پراگنده بود دیوانم	ز طبع گشت چو شیرازه بندش مجموع
دلم بگفت سنش شاد از سر انصاف	از اهتمام فریدی بشد نکو مطبوع ١٣٠٠

قطعهٔ تاریخ از زیب مسند سخنوری خانوادهٔ هنرپروری الحاج جناب راجه رام کشن بهادر حقیقی عم حضرت مصنف دام اقباله

گشت چو منظور نظم باغ شاد	حاسد او را شده پرنم چشم
از خوشی دل پی تاریخ طبع	تکیش گفتم سخن نور چشم ١٣٠٠

قطعهٔ تاریخ از نتیجهٔ طبع بلند فلک آسمان پیوند جناب راجه نرسنگ پرشاد بهادر بهجت

زیب افزای جهان گردید چون این باغ شاد	غنچه‌ها عالم از خوشی گل گل شگفت
از پی تاریخ او بهجت ز روی آفرین	طبع دیوان کشن پرشاد با گردید گفت ١٣٠٠

قطعهٔ تاریخ از سرمایهٔ اقبال شعر از زبان جناب پندت تهمن پرشاد صاحب ١٣٠٠

فرحت تخلص

چاپ شد اکنون کلام شاد والا تبرت ❊ شاد دل از دیدنش گردید هر فرد بشر

مصرع تاریخ او فرحت رقم بنمود خوش ❊ طبع شد دیوان پاک پیشکار نامور

۱۳۰۹

قطعهٔ تاریخ از کلک قلم دلخندانی جناب ٹھاکر پرشاد مسرت تخلص

گشت چون مطبوع دل دیوان شاد ❊ گوئی سبقت از خندانان ربود

از مسرت بہر سال انطباع ❊ گفت نامش گلشن فیض وجود

۱۳۰۹

قطعهٔ تاریخ از خامهٔ ملک شیرین زبانی جناب ہیرا لعل صاحب نشاط

ریخت دیوان شاد از بس طبع ❊ نشاط الحال چون گردید لذی

ز شرط جلوه باغ و بہارستش ❊ بگفتم سال طبعش باغ صوری

۱۳۰۹

قطعهٔ تاریخ از ناظم بے مثال شاعر باکمال جناب بابا چندیر پرشاد مہتمم مدرسه علاقه پیشکاری

کلام شاد چاپ از فضل حق ❊ که بوده است مطلوب آگاه دل

سخن خامهٔ مسرت خوش رقم ❊ رقم کرد مرغوب آگاه دل

۱۳۰۹

قطعهٔ تاریخ از طبع زاد جناب چمن پرشاد بہار

گشت دیوان شاد چون مطبوع ❊ خاطر دوستان چو گل بشگفت

بہر تہنیت ادا چو طبع شد ❊ مصرع سال او بہار بگفت

۱۳۰۹

قطعهٔ تاریخ از نتایج افکار گهربار آبروی منثور و منظوم منطوق و مفهوم راجه راجایان مهاراجه راجه کشن پرشاد بهادر دام اقباله پیشکار سرکار نظام مصنف این کتاب

در این زمان که پراگنده بود دیوانم — ز طبع گشت چو شیرازه نقش مجموع
دلم بگفت سنش شاد از سر انصاف — از اهتمام فریدی بشد نکو مطبوع
۱۳۰۰

قطعهٔ تاریخ از زیب مسند سخنوری خانوادهٔ هنرپروری آنجناب راجه رام کشن بهادر حقیقی عم حضرت مصنف دام اقباله

گشت چو منظور زیکسر تاریخ شاد — حاسد او را شده تیره چو چشم
از خوشی دل پی تاریخ طبع — عاتش بگفتم سخن نور چشم
۱۳۰۰

قطعهٔ تاریخ از نتیجهٔ طبع بلند فلک آسمان پیوند جناب مهاراجه پیر نرسنگ پرشاد بهادر بهجت

زیب افزای جهان گردید چون این باغ شاد — غنچه‌های عالم از خوشی گل گل شگفت
از پی تاریخ او بهجت ز روی آفرین — طبع دیوان کشن پرشاد با گردید گفت
۱۳۰۰

قطعهٔ تاریخ از سرمایهٔ افتخار شعرای زمان جناب منشی پرشاد صاحب فرحت تخلص ۱۳۰۰

چاپ شد ایدون کلام شاد والا قیمت | شاد دل از دیدنش گردید هر فرد بشیر

مصرع تاریخ او فرحت رقم بنمود خوش | طبع شد دیوان پاک پنجکار نامور

١٣٠٩

قطعهٔ تاریخ از کلیم طور سخندانی جناب ٹھاکر پرشاد مسرت تخلص

گشت چون طبع دل دیوان شاد | گوئی سبقت از سخندانان ببرد

ای مسرت بهر سال انطباع | گفت نامش گلشن فیض وجود

١٣٠٩

قطعهٔ تاریخ از خسرو ملک شیرین زبانی جناب بیر العل صاحب نشاط

نسخ دیوان شاد از زیور طبع | نشاط الحال چون گردید لاذی

ز شعرش جلوه باغ و بهارستش | بگفتم سال طبعش باغ سوری

١٣٠٩

قطعهٔ تاریخ از ناظم بے مثال شاعر باکمال جناب بابو امیچند پرشاد مهتمم مدرسه علاقه پنجکاری

کتابی شد چاپ از فضل حق | که بوده است مطلوب آگاه دل

سنش خواست عشرت خوش رقم | رقم کرد مرغوب آگاه دل

١٣٠٩

قطعهٔ تاریخ از طبعزاد جناب چمن پرشاد بهار

گشت دیوان شاد چون مطبوع | خاطر دوستان چو گل بشگفت

پی تهنیت ادا چه طبع شد | مصرع سال او بهار بگفت

١٣٠٩

تقریظ نسخہ باغ شاد چکیدہ قلم بلاغت رقم رشک فردوسی
وطوسی رو کش انوری و خاقانی مولوی حاجی محمد مظفر الدین صاحب
معلے مدظلہ صدر مددگار صدر شیہ خانہ سرکار عالی

زبان حمد گویائی جب اوسی خالق بے ہمتا کی عطا ہے تو ہمارا دعوے اوس کی ثنا گوئی میں عین خطا ہے۔ اگر اوسکی جانب سے مضامین تازہ دلپذیر القا نہ ہوتے۔ تو ہم اس گوہر تر کو سلک نظم میں کیونکر پروتے ہمکو اس موقع پر یہہ شعر پڑھنا حسب حال اور اپنے نقص ہر گونہ پر قائل ہونا عین کمال ہے شعر

الٰہی تیری ثنا بس تجھی کو لایق ہے	نہ قابل اسکے کبھی دعوی خلایق ہے

درود نامحدود و درود بے عدد اس صاحب مقام محمود کو زیبا ہے۔
کہ شان اوس کی وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ہے۔

درود جس پہ خدائے کریم پڑھتا ہو — درود خلق کی پروا اسے کیا ہو
مگر ہمیں ہے یہہ لازم پڑھیں درود مدام — کہ وہ درود مبارک ہمارے آوے کام

اللہم صل علی سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔ خریداران گوہر بے بہا سخنوری آشنایان بحر تفکرات شاعری۔ کو مژدہ کہ اندنون سرمایہ فیض

ابدی کشادہ - اور گنجینہ فیوض سرمدی آمادہ افادہ ہے - یہہ خیال
ہرگز نہ لائیں کہ شعر و سخن کا حصہ شاعران سلف کے ہی نصیب تھا -
یہہ گمان ہرگز نہ کریں کہ القائے مضامین نو انہیں سخنوران کہن ہی
نفس حبیب تھا ہیں نہیں - وہ فیضان نامتناہی تا قیامت ساری -
اور انہیں ارواح مقدسہ کا فیض ابھی تک جاری ہے - دلیل مدعی
شاعر بران است تو خم و خمخانہ با مہر و نشان است پہ شاگردی
ہر زمانے میں عطائے رب جلیل ہے - جس پر یہہ دیوان شاد حبیب
مصداق دلیل ہی - در حقیقت یہہ دیوان عشقیہ نہیں آتشکدہ خلیل ہے
اور فی زمانا بے نظیر و بے عدیل ہے - دیوان کیا دیوان خانہ قدرت الہی کا
نمونہ ہی - ہر ہر نکتہ اس کا قابل صفات ہرگونہ ہے - عروسان الفاظ معنے
محبت کی ادا دکہاتے ہیں - پردگیان مضامین نیرنگی ہائے افلاک کے
دل سے بہلاتے ہیں - ہر مصرعہ باغ موزونیت کا سرو آزاد -
ہر فقرہ گلزار حسن کا شمشاد ہی - ہر شعر شعور و فاشعاری میں ممتاز
ہر بیت بیت خانہ محبت کے انداز - ہر غزل غیرت چشم غزالان
چین و چگل ہر قصیدہ حسرت افزائے صلاحیت طول امل ہمہ ویغا

حسد کا قافیہ اس کو دیکھہ کر تنگ۔ ان مخدرات فصاحت گفتار کو
مشابہت سحبان وائل سے ننگ ہے۔ ہر مطلع حسن مطلع آفتاب
ہر منتخب دیوان فصاحت کا انتخاب۔ ہر مقطع کا جلوہ نقش شناسون کے
دل مین جاگیر۔ ہر مستزاد زبان درازان معاندین کے لئے ننگی شمشیر
مضامین تیز سیف زبانی کا اثر دکھاتے ہین۔ بیہودہ گو اس کی خجالت
سے اپنے مین آپ کٹ کر دم چراتے ہین۔ پیچیدگی معنی زلف معشوق کو
دام العشق مین قید کرتے ہین سلاست مضامین طائر روح شاعران
قدسی کو صید کرتے ہین۔ رباعیات مین چار عناصر کے ڈھنگ ہین
جس سے دوچار ہونے کی چارہ گری مین پہلوان کے پست ہمتین
عارض اشعار قاعدہ عروض کا سرمایہ۔ رنگینی گفتار عروس سازان معنی کے
لئے پر زیب جامہ ہے۔ ہر مخمس غیرت پنجہ مہربان ہر مسدس ششدر کی
شش جہت کا سامان۔ خامہ مدح سرکی پہ دو چار قدم بڑہ کر ہی
ایک قلم ٹوٹ جاتے ہین۔ حواس خمسہ ظاہری و باطنی کے پنجہ تحسین
پہنکر چھکے چھوٹ جاتے ہین۔ ہفت آسمان ہین ان مسدسات کی
پیچ دقیقہ موہوم ہے۔ ہر مثمن کے شوق مشاہدہ مین حوران نوجوان کا

ہشت بہشت میں ہجوم ہے۔ ترجیع بند کی بندش سے قافیہ حاسدین تنگ
وسعت معنے کے حسن آباد پہ خوبرویوں کا جنگ ہے۔ یہہ دیوان نہیں
آتش کا پرکالہ ہے۔ جسکی حسرت سے روسیاہ داغ لالہ ہے۔ ہر مضمون
گرم گلزار ابراہیم کا خلیل ہے۔ ہر معنی بلیغ سرمایہ فصاحت کی دلیل ہے۔
شاعران کہن کی شاعری تازہ کرنے کے لئے یہہ کلام ناسخ ہے۔
سخنوران سلف کی قدر یاد دلانیکے لئے یہہ گلدستہ جدید مجیب راسخ ہے
اس کا سودا جس کے سر میں بھر گیا۔ میر کی طرح وہ جادہ بیابانی کی
حسرت میں مر گیا۔ یہہ کلام ہرچند رندانہ نہیں پر سوز درد سے عام حکم
شراب کرتا ہے۔ عاشقانہ لطف وہ کہ ہر محبت کا دل کباب کرتا ہے
اس کی فیاضی فیض شاعری کی رغبت دلاتی ہے۔ جرأت تیزی سے
نعرہ حیدری بھر کر حاسدوں کو الحفیظ الامان کا ورد سناتی ہے
یہہ کلام پر از شاد نتیجہ طبع راجایان راجہ کشن پرشاد بہادر ہے
آبروئے ہر شاگرد و فخر ہر استاد ہے یہہ مہاراج جناب راجہ
نرنہدر بہادر پیشکار مرحوم کے فرزند دلبند ہیں اور مہاراجہ
چیندو لعل متخلص شادان کے جگر گوشہ ارجمند ہیں۔ جو ہر قدردانی

وقدر شناسی خاص ان کے خاندان امارت کا طریقہ ہے
گوہر سخاوت وشجاعت ان کے دودمان وزارت کا شقیقہ
ہے مجملی ان کی جیسی تعریف لکھو قلیل ہے ۔ پھر کیا حاجت
تقریر طویل ہے ۔ صرف چند ابیات پر ہی ختم بیان کیجئے اس کے بعد
قطعہ تاریخ طبع دیوان لکھکر اشہب قلم کو روک دیجئے ۔

نظم

ذی مروت امیر نیک نہاد — راجہ راجگان کشن پرشاد
آنکہ در شعر مقطعش شاد است — دل نیکوش فرحت آباد است
در دکن ہست امیر ابن امیر — صاحب عقل و صاحب تدبیر
افتخار ست از و امارت را — زو وقارے بدل وزارت را
باذل و عادل و سخی و کریم — عاقل و شاعر و ذکی و فہیم
قطرہ پیش سخاش دریا — ہمہ جود و فضل و علم و سخا
مہر برج سمائے علم و ہنر — در محیط وجود تازہ گہر
معدن لطف مخزن الطاف — مصدر حلم و صاحب انصاف
خادم بادشاہ ملک دکن — بندہ خیرخواہ شاہ زمن

قدوی شاه جهان نثار قدیم — خاص دلبند پیشکار قدیم

خدمتش پیشکاری شاه هست — زان فزون تر بکار آگاه هست

قدر افزا شد بنجیب و شریف — در ادا ماسن غریب ضعیف

وصف او در بیان نمی گنجد — حلمش اندر زبان نمی گنجد

خامه را نیست طاقت توصیف — هست عاجز لب از حد تعریف

هست عالی والا مقام سخن — بر دعا ختم کن کلام سخن

در جهان تا که هست شادی و غم — رنج و شادی است تا بدهر بهم

خاطر شاد شاد دایم باد — سینهٔ دشمنانش پر غم باد

قطعهٔ تاریخ فارسی

چون ز طبع کلام فرحت بخش — خاطر شاد شد نشاط افزا

اے معلّی بمن سن طبعش — گفت دل گلشن بشارتہا

۱۳۰۹ ھ

قطعهٔ تاریخ بزبان اردو

خوش ہو کے نشہ نظامش خوش اسلوب جو بس — حسب حکم کلام راجہ بلکشن چھپا

تاریخ طبع اوسکی معلّی نے یون کہی — دیوان شاد صاحب عالی سخن چھپا

۱۳۰۹ ھ

ریختہ کلک عنبرین سلک ثانی جریر و فرزدق ثالث
لبید و عمعق نقاب دفینہ خاقانی و انوری صراف خزینہ
یعرب و بحتری حسان الہند ملک الشعرا سامان ششم
ابوالقاسم مولانا فضل رب صاحب عرشی شاعر خاص حضور
نظام خلد اللہ ملکہ

سبحان اللہ شاہد سخن جس کا نظارہ فریب جمال شگفتگان حسن معنی کے لئے برق طور ہے۔ اور شعشعہ حسن ازل آور و شعلہ نور جس کی ہر ادا ہیں خرام لیلی منظر جس کا خرام ادا ستا و فتنہ محشر ہے یہ وہ محمل نشین رعنائی ہے کہ اگر لیلی دیکھتی تو مجنون ہو جاتی اور شیرین مفتون۔ جس کا دلگداز ذوق خلوتیان معنی کے لئے توقیع فتح مندی۔ اور روان افزا شوق انجمنیان سخن کے لئے منشور ارجمندی۔ حق تو یہ ہے کہ اگر سخن کا قدم نہ ہوتا ظہور حدوث و قدم نہ ہوتا۔ سخن کی کیا بات ہے۔ جسکی بات بات نبات ہے یہ وہ ساقی میکدہ معانی ہے۔ کہ طلاقت و حذاقت جس کے دو پیالے ہیں اور معانی دلپسند جس کے نوالے۔ ایسا سخن جو ہو کیا ست دیوانگی ہے

اور جزہستہ رندی و فرزانگی۔ کہین تصوف کا دریا بہتا ہو۔ کہین
شریعت کا سفینہ رستا ہو۔ کہین توکل کا پایا بلند ہو۔ کہین رضا و تسلیم سے
سخن ارجمند ہو۔ کہین لالہ و گل کی تشبیہات کی فکر ہو۔ کہین یاسمین و سنبل کا
ذکر ہو۔ کہین چراغ بزم احباب جلتا ہو۔ کہین دور بادۂ ناب چلتا ہو۔
کہین ناقوس اشتیاق بجتا ہو۔ کہین رعد نالہ گرجتا ہو۔ کہین سوز
و ساز نار و نیاز کی انجمن ہو۔ کہین زلف لیلی غالیہ سائی کا سخن ہو
کہین دود آہ پھیلا ہو۔ کہین ذکر مجنون و لیلی ہو۔ کہین برق نالہ
کڑکتا ہو۔ کہین طائر روح پھڑکتا ہو۔ وہ ہمارے مہاراج درۃ
التاج اکلیل ایالت نیر سپہر جلالت سخنور یگانہ امیر فرزانہ
عالیجناب راجہ کشن پرشاد بہادر دام اقبالہ کا دیوان ہے
حق تو یون ہے کہ جسقدر دیوان موجود ہین اور آیندہ مدون و
مرتب ہون گے۔ ان سب دیوانون کی یہہ جان ہے۔ وہ
آفتاب سپہر کمال۔ یہہ اوسی آفتاب کا فروغ بے مثال۔
وہ سرچشمۂ موج ہو۔ یہہ اوسی چشمہ کی موج۔ وہ سہیل فضل
علا۔ یہہ اوسی سہیل کی فروغ پاش ضیا۔ وہ بزم معانی کی صو

یہہ شمع معانی کی لو۔ وہ لجہ جود۔ یہہ اوسی وجود باجود کی نمود۔ وہ
زور قیان امارت کا نوح۔ یہہ محفلیان درایت کی روح۔ وہ لبہملہ
بلاغت۔ یہہ تکملہ فصاحت۔ بلاغت اوسکی پیشکار فصاحت اوسکی غاشیہ
بردار۔ وہ ماشاء اللہ آفتاب ظہور۔ یہہ چشم بد دور۔ اوسی آفتاب کا
نور۔ حق تو یہہ ہے کہ فکر مصنف رضوان ہے۔ اور یہہ تصنیف
لطیف ریاض ارم۔ سطور قصور ہین۔ اور مضامین حور۔ بین السطور
نہر لبن۔ اور نقاط در عدن۔ یا یون کہئے کہ سخن شیرین ہے۔
اور مصنف فرہاد۔ تیشہ اوسکا اندیشہ۔ اور مضامین جوئے شیرین
کہ بکام دلہا شیرین باد۔ یا یہہ کہئے کہ سخن بحقیقت ایک طلسم جہان نما ہے
اور مصنف کی فکر روشن لوح طلسم۔ اور تیغ قلم طلسم کشا ہے
مرحلہائے طلسم تشبیہات ہین۔ اور عجائبات استعارات مضامین
رنگا رنگ اوس طلسم کی فوج۔ عذوبت الفاظ دریا اور معانی خوشگوار
اوس دریائے طلسم کی موج۔ خدا کرے کہ مصنف کی دولت و اقبال کو
متصاعد دیکھون اور اقبال و دولت کو مصاعد پاؤن۔ دیوان کا
نظارہ باعث حیرت ہو۔ اور اقبال کی مساعدت موجب مسرت

چہ تازہ و بے اندازہ والسلام والاکرام عرشی مستہام

عربی

یا رب بک احول و بک اصول و بک استنصر و بک استظہر اعظم شانک
وارفع مکانک واعظم نعمائک واسنی کلامک یا سلطان
احمدک یا سبحان اشکرک فیک یا رب وجّہنی عن کرائب الارض ونوائب
السما فی کل بکور وکل مسا وصل علی سیدنا رسول الثقلین نبیہ
وحبیبک شفیع الامم وصفیک وآلہ واصحابہ وازواجہ واحبابہ اما بعد
فیقول عبد الضعیف اضعف الخلیقہ بل لا شی فی الحقیقہ ابو القاسم
محمد الشہیر بفضل رب عرشی المتخلص حنفی المذہب انی رایت
دیوانا عجیبا وکلاما غریبا عروس مجلّی بانواع الحلے مراۃ مجلاۃ
تنعکس فیہا اشباح حسن البلاغۃ والفصاحۃ والدرایۃ واللطافۃ
شائقۃ عالیہ کالعروۃ الوثقی لطافۃ مبانیہ کشجرۃ الخلد وملک لا یبلی
حاویۃ علی کنایات مستطرفۃ واستعارات مستظرفۃ ومحاسن لطیفۃ
ونوادر لطیفۃ مشتملۃ علی فوائد عدیدۃ وفرائد سدیدۃ وفصاحتہا بغایۃ
وبلاغتہا بنہایۃ شاملۃ علی عبارات حسنۃ عذبۃ غیر مرۃ تقع المبتلی

بفسا والاخلاط لاسیما السوداء والمرض

ففی کل لفظ منه روض من المنی ... وفی کل سطر منه عقد من الدرر

یردی بها کل ثلیل مح یشفی بها کل علیل کیف لا وهو من تصنیف بحر الواصل

وحبر الفاضل ذات عقل وافر و ادب باهر فحص نا تم الایالة من آیات

الحشمة والجلالة کامل البشاره عالم الاشاره سدة السنیه ملجاء الکملاء

والشعراء جنابه العلے کهف الادبا والغربا فرسه سباق الغایات

حین جولانه جواده جید فی قطع المسافة ومیدانه لیث اجم الفصاحة

اللسانیه غیث بساتین البلاغة البیانیه خضرت به روضة عرائس

البیان ضفرت به وجوه مدعی المعانی والبیان الذی هو ممتاز

بین الاعیان بمزید الفراسة والفطانة والدرایت والرشاقة اعلی

جانه وسمو امیه ومنصبه اشتهر به مهاراج راجه کشن پرشاد بهادر

المتخلص به شاد حرسه الله الی یوم الدنا وبحرمت النبی والاحیاد

وهذا آخر المرام والحمد لله علے التمام والصلی علے النبی افضل الانبیاء

الکرام وعلے آله واتباعه وذریاته الی یوم القیام —

فارسی

داوارا ـ درون را دل و دل را ذوق و ذوق را آرزو آزادا وری
داده ـ داغ را داغ و دل را داغ و داوارا دارائی و آه را اثر دری داده ـ
آوخ که از دل درد و داغ در روده و آرام دل را از درون زدوده
دود و آه را روی ارادت در زاری دل و درون آرائی آورده ـ داور ا
درون داغ زده آزرده دل هم ارو دل را از ادراک و درون را اثر را
دور اروو نهایت داد داد و داز دور دوران داد داد ـ و در درون آداب
آزادی را آواره دوران آدم آزاری در دل آزاده درد و داغ
زاده ره آورد داده ـ آدم آزاده رود را آزار و درد در هم روان و شم
آورد ـ و درون داغ زده در روئی و آزرده ـ دوده دل آرای
ادراک داوران که داغ از دل زدوده دارد ـ و درون و دارای
راز از هم ارادت روان در رو آورده دوده ـ آرزوی دل که
داغ درهم را ارزد ـ آدم زاده اشاده دل داور بران دارد
که در هم اثر در آرد ـ درون در در ادراک آورد که در مرغ را
ارزش و درک راز دوران داده ـ ادا نه را نگه داری دوران
از آواره اوج زاران در دل روی از راه در آورده

اوزان

راز دل وبج فرزدرد آرد — دردرا داغ روی زرد آرد
داغ دل اندسم درون دارد — آوخ از درد زر که دون دارد
زاغ را روزی آورد زی لاغ — ذوق آورده روزی دل داغ
روح ادراک ازنش آورده — دردرا دل زد و زرش آورد
دل آزاده دج راز آرد — ذوق آزاده دم آز آرد
آز ذوق دم که آزار د — دل آزرده ام اشان [illegible]
درد را داغ دل به راز آورد — آرزوی ره راز آورد
آرزوی دم روان دارد — آز را درد دل روان دارد
انار آب داده ام دل را — در درد و آنکه زاده ام دل را
دردرا از ده زداغ درون — اندرون درد را [illegible] دون
آرزوی که در درون داری — دان که آن آرزوی دون داری
اندرون آرزوی دون آور — روح ادراک [illegible] درون آور
دل زداغ درد آری — آز را آه [illegible] زرد داری
از داغ ده زداغ درم — آرزوی [illegible] روان رحم

دام دو دراد روش دل آزاری — ازازل روزی درون زاری
آه از درد ... داد از دوران — دارم آن دل که زاد از دوران
دل که درد ساده آ[illegible] دادی — آه ازان آرزو که داغ آذی

آرام دل زار که درد و داغ راز دو ده درد روش ادب دان را
ذوق آزادی از راه ادب دور آورده ـ روی دل در اوراق
راز زاده آزاده آوردن که دوزخ دو روش را از ذوق درون
داغ دارم به ادراک روش درد و داغ آن آرزوئی دوزخ
دارد ـ ده دو ا ـــه وارث درج دُر دری دو رم ذژم ارده
رنج ادراک و قدره فره آن اوزان راز در آورده
دور دوا دار دو دل ارا زواد راک را داد اده آری از داوری و
دار اثی راز رب ودد و دوام درم به آوازه آوران ادراک
در دی آذان زر آورد ی ذوادی که آزاده دل داده
روان واد رادی ـ راز درون را درد ـــــ آب آورده
ودر راه روی داد زان آوری دراناق روزی ده داور
داد راز ساد راک آورده ود دو درون را درو وزارزده

درازرپ وددو وذره ذره دراوراق آورده وداوش داده
ادراک رادردل وراز رادر درون آنرده آوردن که ادراکش
راز را از درون دل در راه وزدان داون ای دارا
دوران آن داور آزاده روان را در ور داوری دار اوام داره
و دوره ازاده ودرغ ودر داغل زده ده زدوده و دار و
آوازه دار ادراک دار وزنت وه است داور سا و دوای دا
دور و وش رادر رم وار دار است دور گو

تاریخ

دیوان مهاراج که از مشک نقط است ❊ در طبله بیان کرده و نسخه نافهٔ تاتار

فکرش به همین ماند که از جمله پر جوش ❊ با قره خورشید سهیل است نمودار

این گوهر تابنده ز صهبای معانی ❊ یک ساغر گردنده بود از می خلّار

معنی است بالفاظ که نیست بهمین ❊ گلگشت جنان هست کنارآب و به آزار

آن ماه فروزنده و این حور خرامان ❊ آن مهر درخشنده و این کبک برفتار

آن ابد و صد که دل مشتری مانند ❊ این ما به دهد گوهر جان بهر خریدار

آن درعدن دارد و این گوهر کانی ❊ آن نحل عسل باشد و این نخل ثمردار

آن نور شبستان بود و این نار پریشان | آن باد بهار آمد و این ابر گهربار
آن صولت کودار و این سطوت رستم | آن شوخ فسونگر بود و لعبت سحّار
این نظم عجب نیست که از تیغ فصاحت | تسخیر کند مملکت هند بگفتار
وان ملک مسخر شده چون حافظ شیراز | بخشد بلب قندفشان بت عیار
عرشی بزمین کرد خیال پی تاریخ | هاتف ز فلک گفت که سرچشمه گفتار
۱۳۰۹ھ

ولہ

در رہگذر دوری دری قدرتی | ہر خار و خسی که بود رفتم
تاریخ نوای این نوآئین | سرچشمه فن شعر گفتم
۱۳۱۰ھ

چکیده قلم بلاغت رقم ناثر بیمثل و شاعر بے بدل رشک نخشبی طوسی مولوی محمد عبد الجبار خان آصفی نظامی سررشته دار محکمه معتمدی اعلیحضرت بندگان عالی خلد الله ملکه و سلطنته

بسم الله الرحمن الرحیم

الله الحمد که گلچین اندیشه از سر در هوای سیر چمن گریبان آشود و بهار تازه رنگین خیالی به رخ نگاه شوق در گلزار جاوید رنگینی گشود. الله الله این گلزاریست پاینده سرجوش امانت که موج گلشن رنگ

موج صبا بدماغ رسائی تامل طوفان رنگینیست . ہجوم نشئہ گلگشتش مانند صفحه
پیالہائے بادۂ ارغوانی بشکست لشکر خمار جلوہ زنیست . ہمانا امروز
روز حوصلہ آزمائی میکدہ آشامان سعادتیست . و انداز ظرف دریا کشان
کیفیت روحانی بدحریفانی کہ از خمیازۂ پیرائی خمار عمر را بلب
ساغر نشکستند و از اوہام درو سانگین زمانہ و خیال عشرت بہ رنج
طبیعت بستند بعبلا نوشانوش این بادۂ مردافگن رنگ رخ باختند
و از اندیشہ سیل خرامی نشہ اش لبالب سواران آب از بیجگری
سپر انداختند ندانستند کہ ساقی دریا دستگاہ را با خوش مشربان خویش
التفاتیست کہ اگر ہنگامہ صد محشر غبار تفرقہ انگیز و بر دست فیضش
بچشم دوختہ اند . و اگر شور ہزار قیامت نمک فتنہ ریزہ و از آتش
سرگرمی خیالش بکباب رسائی ذوق رخ برافروختہ اند . یعنی
سرخوش نشۂ شوکت دماغ کیفیت سیدہ دولت طلوع افشور .
ظہورے طہور اوجی خیال مہر کمال شوکت شان حشمت نشان
اسیر شوق شیدا ذوق نظیری نظیر عطا . و دبیر ظہیر سخن امیرفن
مربع نشین چار بالش عظمت طراز و بادۂ امارت گوہر اکلیل

دانشش فص خاتم نگینش آفتاب اوج اقبال۔ سپهر رفعت کمال
اختر برج افتخار عالیجناب مهاراج کشن پرشاد بهادر که در پیش دور
خمار انگیز جبین نشهٔ اقبال و کمال هنر در بالا داشته و حریفان
بزم سخن را بجام پیمائی افادت و افاضت خشک لب ناگذاشته
کمالش برهان تکمیل نفس انسانی و علم و فضلش دلیل شرف اعیانی
بنوائے صدی خوانیش سرمستی عراقیان قیامت آثار۔ و بصدائے
نورد عجمش از دست افشانی ترکان فتنهٔ محشر آشکار۔ از ملاحت
گذارشش هندیان کان ملاحت بزخم جگر انباشته‌اند و از
سرگرمی بیانش عجمیان شعلهٔ آتشکده در سینهٔ سوخته کاشتند
هر حرفش اخگریست سوز انگیز و هر کلامش شعله‌ایست تجلی خیز
آتش طبع آتش چندان سرگرمی نداشت که به مجمر دو رنگار پیش
از شعلهٔ هندیش دیدی و شعلهٔ فکر شعله را دم سردے زمانه آن قدر
نگذاشت که از دو نیمهٔ نفسش دستگاه سنبل و ریحان چیدے
از علق آبدارے گوهر الفاظش دل بحر اسیر گرداب پریشانی و از
رشک رسائی زلف مضامینش طبع سودا انیس جنون جولان

در جریدهٔ هستی زمانه قلم اقتضاف تقضا بر صفحهٔ نام ناسخ از پیشتر نفی
انشا دیوانش صنمکده ایست که در سر عندلیب جز سودای جبهه
فرسائی نمی‌پیچد و در دل هوس غیر هوای عشق تا بر خیالش
نمی‌گنجد یا عود هندیست که آمیزش آتشین گلهای پارسی
دستگاه دو بالا نکهت خویش هر گوشه چیده یا رنگین نغمهٔ بلبلیست
با جوش بهار افسون همرنگی خود رسیده یا پریزادیست که شیشهٔ الفاظ
نازک افسون خوانی ها روشن زمانه تجلیه آراسته یا خیل غزال
که بهوای حلقهٔ کمند صیاد وحشیان معانی جولان شوخی برخاسته
یا آتشکده سرگرمی خیال هند رشکیست که در جنت آتشکدهٔ عجم
دستگاه خویش چیده است و سرگرمی خیال دیگر گرم انفسان را با آتش
پرستی مضمون گرم خود کشیده یا نشلوشه است که بر دلیج عرب
عجم و هند ممتزج گردیده بهر دماغ پری نازک خیالان بوی
کیفیت تازه رسیده یا تماشا بستهٔ نگارین که چشم تماشا دوایر
ساغر کیفیت جنون دوری پیموده از آبروی کشیده حروف
جوهر شوخی برق عرض نموده نقطه‌های افشانیش شکست رنگ پریدن

هجوم آورده و حروف چشمه وارش تا آب رسانی کشتی هلال طوفانی برپا کرده - چه تماشاست که صدای در دلبند است شور قیامت نیست بغیر از اسرافیل است وبجائیکه پیام وصل عرشش کمند است بیرنگینی فتح نویسش با جبرئیل - سرخی عنوان گواه خونریزی تیغ نگاه محبوبان - شکن با سر شاهدان شکست عهد خوبان - متانت عبارات آثار ثابت قدمی عشاق - و سررشته اختلاط الفاظ و معانی نشان خوشنگری اسباب وفاق - شوخی کلمات نشتر غمزهٔ خوبان سفاک - و صفای مضامین سادگی حسن پری چهرگان بیباک

نظم

زهی نشئه از مستی بجوش شد — می راجه کشن پرشاد نوش شد

شکسته شیشه غربال سفالی — فروغ دیده جام سفالی

از این شعله صهبای رنگ آشکار است — که از رنگش نفس موج بهار است

شکسته کهنه و تازه رسیده است — بجام جم فلک رنگش ندیده است

از این می گر شد یک جرعه مخمور — انا الحق از لبش جوشد چو منصور

عروس نشئه از ذوق مستی — بود کیفیت آغاز مستی

[illegible] مستی جاوید باقی — نشا مند کمال عشوه ساقی

همی بینم جهان ساقی پرست است / بذوقش هر کسے ساغر بدست است
همانا از سخن شد شاد ساقی / معانیش بود صهباے باقی
بیا ای مے پرست بزم گفتار / ستان جام از صراحی مهر بردار
تعالی الله ازین دیوان رنگین / به نظمش دیده شد دامان گلچین
ز ترکیبش عناصر مختلط شد / ز ترتیبش طبایع مرتبط شد
ز تسجیعش چو بلبل لب به بندد / بروے باغ امکان گل بخندد
گهر در جیب لفظش پاره سنگ / ز رنگینی معنے لعل بیرنگ
چنان باشد نثر نظمش رطب لب / نتابد پیش لفظ او کواکب
فصاحت موج بحر گفتگویش / بلاغت جوش اغراق و غلویش
ز تبلیغش خرد آئینه پرداز / بیان در سرمه خوابانیده آواز
ز طبعش موج بحر مثنوی زد / که مضمون جوش طوفان نوی زد
قصایدیست معراج کمال است / رسول این شرف اوج خیال است
غزل خیل غزالان را کمند است / رم شوخی معنے پای بند است
چو از مژگان ترکان جست آماج / دل خارا نماند رخنه محتاج
بسیل خرام نازستان / ندید جز دل وحشت پرستان

بهر جا قامت خوبان کشیده است | قیامت هم بدنبالش رسیده است

چو از نوش لب جانان سخن راند | مسیحا را نفس در سینه بنشاند

چو شمع افروخت از دست حنائی | زده آتش بجان پارسائی

چو ترک چشم خوبان تیغ گیرد | اجل مست آید و از ذوق میرد

اگر هجر است زهر مرگ جوشد | زبان از حرف تلخی میفروشد

اگر وصل است از آن لب | نفس سرچشمه آب حیات است

عجب کیفیت از نو نیاز است | نفس گر بینش محو گداز است

چو این مثنوی از طرز است تمام | مطرز شد بحسن جلوه تام

تشفطا از کی سالش سینه پرداخت | ز اشراقات بشاد آئینه پرداخت

۱۳۰۸

زینت نامه زمن نزهان و الیوسف دوران منبع معقول و منقول مطلع فروغ اصول فقیه عدیم العدیل ادیب جبریل از بیت جلیل جناب مولوی محمد حبیب صاحب فرنگی محلی وکیل درجه اول ومصنف قانون شهادت وقانون حلف ودیگر کتب عربیه سلمه ربه.

الحمد لله الذی وجب وجوده فی الاعیان وامتنع تصوره کل حین

فی الآن تصدیقه مستلزم لفلاح الدارین حکمة قاض بقضایا الثقلین قیاسیا
نتج من مقدمات عرفانه ولیس من اصغر ولا اکبر الا انه تحت حکمه
واحسانه والصلوٰة والسلام علی رسوله الذی انقطع به تسلسل
النبوة ووارث به وورثه وایر الهدایت الی یوم النشور فبنا نه
سلم العروج الی مدارج الکمال وتقرب حضرت رحمن الغفور بلک
مملکة اسلامنا مالک رقاب احکامنا کم من اخلاق ردیة وشیم
رذیة به صارت قابلة للتهذیب وکم من رصاص وحدید به عادت
صالحة للتهذیب من الطاعة فکان صدرا فی صدر جنة الفردوس
واهتدت به قبائل غیر متناهیة کالخزرج والاوس وعلی آله واصحابه
الذین بهم استنارت بهم ووعرفان المبدا الفیاض وکان لهم اتباع
اوامره منهم وبنبا ولنواهیه منتهی الاغراض فاللهم صل وسلم علی
سیدنا ونبینا الهاشمی القریشی ابد الآباد وعلی اتباعه وانصاره
واعوانه الاعلی والی یوم التناد ؕ وبعد فهذا عجب الدیوان
واغرب البیان فصیح سلیس بلیغ نفیس خالی عن الزلات والسقطات
عاری عن التعقید والمغالطات سمعت عن محاسن ہذا المنظوم طبعها

و ثناءہا من افواہ الاذکیاء و مدحہا و ہو من نتایج الافکار امیر الاعظم و رئیس الاکرم منبع بہ تشریف الدولہ والاقبال ممیز بین الامثال باسطوت و اجلال کشاف دقایق البدایع و عریف حقایقہا صراف خزینۃ الصنایع و سفرح مضایقہا انوار سیمائہ ولیسلت علی رزانتہ رانہ و آثار صحتہ فکرہ لایحتہ من وفور ذکائہ مخلق بخلق اللہ عز و جل بانواع بر و احسان جامع بین الصفات الجمال والجلال والشجاعت والفیضان زینۃ المجالس والمحافل زبدۃ الاقران والاماثل جناب راجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار ادام اللہ اقبالہ و بلغ اللہ الی ما یتمناہ و اجلالہ بالعزۃ والعظمت نافذ القضاء والقدر و خالق اللیل والسحر والرحمتہ افضل الانبیاء سید البشر و آلہ و اصحابہ کالنجوم والدرر ما دامت الصفا والکدر۔

ریختۂ خامۂ اعجاز ہنگامہ شاعر ظہوری ظہور نظیری نظیر جناب منشی محمد عبد القدوس صاحب المتخلص بہ قدسی شاگرد و برادر کہین ملک الشعراء سا سان ششم ابو القاسم مولانا افضل صاحب عرشی مدظلہ

بنام خداوند آمرزشگر

سپاس یگانه نانا یزدان را که پست و بلند آفرید و نادان و خردمند
مهروشان را لعل شکرخند داد و نونهالان را شاخ برومند. نه
آغازش را آغاز - نه انجامش را انجام - بے همه و با همه و بی همه
رخشد و با همه ماند و بے همه باشد مور و مار را روزی داد - و نور
و نار را چهره فروزی - خدایا ندانم چونی و بکه مانی - که و کجائی - کرد
کردهٔ تست نه فرشتگانت شناختند نه پرستگانت - از سرفرازان
سرفرازی - و از همه فرازی هیکنی هر چه بخواهی - یکے را کجکول
گدائی بخشی - و یکے را اکلیل شاهی چه گویم و کجا جویم حیرانم
سیدانی هر چه نمیدانم - اگر گوشک سپهر است و گر قندیل
ماه و مهر برافروخته و برافروختهٔ تست اگر پرستش کده
براهمی است و گر آذر کده زردشتی ساخته و سوختهٔ تو همین پرده
اموزگار مم مولانا عرشی مدظله العالی چنانکه در مثنوی لیلے و
مجنون مے فرمایند -

اے مهر تو بر بساط غبرا	قندیل فروز ریگ صحرا

از حکم تو گل چراغ بر کف — هم لاله ز مل ایاغ بر کف

نه خیمه آسمان کشیدی — بی چوبه و ریسمان کشیدی

گسترده تست خوان دوران — هم مور کشد و هم سلیمان

ای بسمله بدایت کار — ای تکمله نهایت کار

تا بود و نمود و بود از تست — پیدائی هر وجود از تست

در راه تو نطق پا شکسته — هر گام قلم عصا شکسته

هر ذره به مهر تست بیضا — هر قطره به فیض تست دریا

از مهر تو سنگ کان زر شد — قطره بنوال تو گهر شد

مهر گرست چو نور پاشد — صد برق بفرق طور پاشد

گل گوهر شب چراغ گردد — آتش به خلیل باغ گردد

از بیل به جله‌ها که جوش است — شور تو معلم خروش است

از سوز تو سنگ - اینه گوهر — صد نقل بآتش است مضمر

دارائے دردنی و بردنی — دانا به ردنی و دردنی

کنهت بقلم نوشت نتوان — این ره بقدم نوشت نتوان

دریا به سبو چگونه گنجد — صحرا بکده چگونه گنجد

رایت شرف آدم زادگان فراز کنگرهٔ عرش افراخته و بناطقه
از انبانان سپاس نیازم ساخته تا گهرهای سپاس تار سخن
سفته آید و ناگفته ناگفته. و درون به فروغ پاکی مهر سخن خاورستان
و اندیشه بفراوانی نشاء معنی خمستان. هر جا که گل می بالد
بلبل می نالد. سرو سر میکشد. قمری زمزمهائی میکشد.
من که بناطقه نادره را آب خضر در دهن دارم و چشمهٔ کوثر
بساغر سخن. چون سخن سنجیده و روان پالاست از نهان خانه
ضمیر خضر خرام طاوس و رفتار کبک دری بچشم آید. ستم است
اگر زبان سخن سرائی بحلقهٔ خامشی نشیند و زبان ستایش بگشاید
دیوان امیر نامور مهاراج روشن گهر که بخت و اختر پیشکارش
و اقبال و دولت غاشیه بردارش باد به کالبد چاپ در آید
و قدسی سخن سرا که مشک بنیر قامتش نقش نقش طبلهٔ نافهٔ مشک
می پاشد خاموش باشد قلم عنبرین رقم راچه یارا که جان خجسته جسم
در کالبد گفتار دمید و پاکیزه بار بدش در راز شگافی و نهان
دریایی برفراز حصار زمردین نه طارم رسد. بر سا

دریابش و فرورش اندیشه سرآمد روزگار - و از حلقهٔ گفتارگستران
ستوده سخنوره یادگار راست دارا جهانش ز گیتی آشوب بپاس داشته
بکام دوگیتش ساند - بی آمیزش پندار پروانش پژوهان
روزگار تازه هوشش را درباکشت و پیشین فرزانگان پاستانی
روزگار را گزارش بنگرند - بمانا برین فرزانه پیکر بند آفرینها گسترانده
نی - سخن پندار را چیره دستی بکار رسید - گذشت از پیشینیان -
فرازینان هم اگرچنین خجسته گفتارش بشنوند بفراز پایه بودن
دریابش فروریان از درون انگیز بگروند گلکش در پیخته - بدیع ترانه
ارژنگ مانی بیرنگ ریخته - که بجداگانگی روش و تازگی پراسرود
شگرفی همی گستری و پاکیزگی نهاد رین نگار بسته به پیشین
برسرودها استی نماره و خامه شگفتی نگارش در پیکرشان سخن سرا
فریب تندیسی بر تخته گفتار نگار بسته که دیدن بر نگارش چیره دستی
شاد و خواست داشتش خواستار دل ناشکیبی سپید بدقدری
بی نوا که گفتارش بپایان رسیده سپرا چی بی خواسته از بلش
سی مگوید الا یزدان این نگارین اوراد روزگار گیکران

نرسد ہمایونی یار وآن فرزانہ یگان امیر روشن روان را
بہ ستداد اقبال ازل آورد کام بخش کامروائی روزگار دارد تراجم

چون بہ فرمان راجۂ با ذل	طبع گردید نظم پاک جناب
معنی تابناک در الفاظ	تیر ہست در حجاب سحاب
یا بالفاظ معنی روشن	شاہد ہست بر کشیدہ نقاب
دید چون روے شاہد معنی	گفت دل از پئے بعجاب
کاروان فصاحتش دراز	... شتر طلبہ تا عنبر ناب
چون سر آمد سبیل تصنیفش	ز آسمان خیال چون مہتاب
بر ہواز در جوش سود و سرود	تاج خود آفتاب عالمتاب
کلک قدسی نبشت تاریخش	سخن نشاد گوہر نایاب

۱۴۲۱ ... ۱۳۰۹

ریختہ خامہ عنبرین شمامہ مخمور یگانہ و یگانہ زمانہ جناب
مولوی میر حشمت علی صاحب حیدرآبادی میر منشی محکمہ
ناظم صاحب تپہ خانجات ممالک محروسہ سرکار عالی
شاگرد جناب سید حسین خان صاحب مرحوم جناب علی صاحب دام ظلہ

تعریف لکھون مین کیا خدا کی	اور نعت رسول کبریا کی

ہزار ہا شکر ہے اوس خلاق عالم کا جس نے کن سے کائنات کا جلوہ دکہایا۔ اور کتنا بڑا احسان ہے اوس بادشاہ کرم کا جس نے ہمکو امتی جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بنایا ہی ہمارے دلون کو روشنی چراغ ہدایت اور پیروی صحابہ کرام و ائمہ اطہار سے منور کیا۔ ہمارے جسمونکو بادشاہ اولی الامر اہل اسلام کی اتباع کا فرمان دیا۔ وہ بادشاہ فریدون فر خسرو پرور دارا شوکت جمشید حشمت جو خاندان آصفی کا چراغ روشن ہے اوس کا خطاب و نام مبارک نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر والی دکن ہے۔ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

حفظ مین تیری ہی یا رب ہیہ لطف دکن	میر محبوب علیخان گوہر کان دکن
شیخ جود و سخا ہے بادشاہ نامدار	ہے عروج آسمانجاہ دیوان دکن
کیا لکھون اوصاف اوصاف شہ عالیمقام	شیر سے ہیشم رہتے ہین غزالان دکن
چشم معمار فلک کو کیون نہ حیرانی رہے	کاخ کسریٰ سے ہے برتر طاق ایوان دکن
مہر شمسیر پہولا پہلا ہی اشرفی کے پہول سے	کان زر کہتا ہی پہلو مین بیابان دکن

کیا تعجب ہے جو وہ سو کا خلد کا زاہد کو ہو	کم نہین ہین حور و غلمان سے حسینان دکن
یہ دعا حشمت کی یارب حشر تک تازہ رہے	رونق و سرسبزی گلہائے خندان دکن

اللہ اللہ کیا شہر اور کیا شہر یار ہے۔ کہ جس کے دربار مین ہمیشہ علم و فضل کا گلشن پر بہار ہے۔ ہر گہڑی علمای روزگار اور شعرای نامدار حاضر رہتے ہین۔ ادنے ادنے شخص یہان کے اپنے کو فصحا بلیغ سمجھتے ہین۔ گرم بازاری شعر و سخن بدرجہ غایت مشہور ہے جس کی شہرت نزدیک و دور ہے۔ اگرچہ کہ طبقہ اولے مین حضرت نواب مغفرت مآب آصف جاہ بہادر المتخلص شاکر ۔ و راجہ راجایان مہاراج چندولعل شادان و شیخ حفیظ صاحب حفیظ و خواجہ نصیر صاحب دہلوی کا دکن کے شاعرون مین شہرہ عام تہا اور طبقہ ثانی مین جناب حیدر حسین صاحب حیدر اور جناب شمس الدین صاحب فیض گنجور وغیرہ کا نام تہا۔ مگر الحمد للہ فی الحال طبقہ حالیہ مین بہی قدردانی سے ہمارے ظل اللہ کے عروس سخن جلوہ دکہلا رہی ہے اور ہر طرف سے صدائے شعر و سخن کان مین آ رہی ہے حیدرآباد غیرت ہندوستان ہے

بن گیا ہے بیان کی فصاحت زبانی پر دہلی کا گمان ہو گیا ہے
بیرے سخن کی اگر صداقت منظور ہے۔ اس گلدستہ باغ شاد کی
سیر کیجئے۔ اور چشم انصاف سے ہر شعر کو ملاحظہ فرما کر داد
سخن دیجئے کہ ہمارے مہاراج تو اس باغ جوانی و گل مراد زندگانی
معدن وجود و سخا مخزن علم و حیا خلاصہ خاندان ذی کمال چراغ
دودمان راجہ راجایان مہاراج چندو لعل پیشکار خسرو ملک
حیدرآباد امیہ ابن امیر راجہ کشن پرشاد بہادر شاد نے کس
روش سے گل مضمون کو باغ سخن مین جلوہ گر فرمایا۔ کہ جسکی
سرسبزی و تازگی سے ناظرین نے ثمر لطف اٹھایا۔ اگر اوس کی
شادابی پر بہار کو صبا و ناسخ ملاحظہ کرتے دامن نظارہ کو گوہر
لطافت سے بھرتے۔ اور خواجہ حیدر علی آتش اس گلزار
خلیل کے وصف مین گرم زبان رہتے۔ سوز و میر اس کے
سودائی بنکر سوز دل کا صدمہ دل پر سہتے۔ اس کلام کی
تعریف مین زبان لال ہے اور اس کی وصف مین نقص اپنا
ظاہر کرنا عین کمال ہے لہذا اوس کے وصف مین توصیف سے

گذرتا ہون اور ایک قطعہ تاریخ لکھکر ختم کلام کرتا ہون ۔

ہوا جب طبع یہ گلدستہ شاد	بطرز عمدہ باشان بلاغت
لکھی حشمت نے یون تاریخ اوسکی	چھپا دیوان شاد اہل نعت

قطعہ تاریخ از کشن لعل جیو ہنسہ داماد جناب راجہ گردہاری پرشاد بہادر
باقی تخلص

دیوان شاد طبع بشد خوش درین زمان	باقی ہمیشہ باد در آفاق نام شاد
از صدق دل بجست کشن لعل سال او	ملہم زغیب گفت پذیرا کلام شاد

۱۳۰۶

قطعہ تاریخ از جناب محمد عبد الوارث خان صاحب جاگیردار وارث ۔ صدر ناظم دفتر مہائی چہرہ جات پائیگاہ نواب شمس الامرا امیر اکبر خورشید جاہ بہادر مدظلہ العالی

چھپ گیا دیوان کشن پرشاد کا	اب مہیا ہو گیا سامان شاد
سن کو وارث جگہ ملتی نہین	بھر گیا ہے عیش سے سامان شاد
جس کی ہے تاریخ مین بھی ہوعیش	شاد ہون مین دیکھ کے دیوان شاد
۳۹۵	

ایضاً

طبع دیوان شاد شد وارث — بدل آمد نشاط رفت ملال
من چو دیدم کلام آن روشن — نور چشم سخن نوشتم سال
١٣٠٩

قطعۂ تاریخ از محمد سراج الدین صاحب شکور فرزند حمزہ محمد شکور صاحب
مرحوم شاگرد جناب حشمت صاحب حیدرآبادی

اندرین ایام چو شد مطبوع طبع — این کلام خوشتر از فرمان شاد
گفت سال انطباع او شکور — شد رشید طبع دل دیوان شاد
١٣٠٩

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بے بدل جناب محمد امیر حمزہ صاحب
امیر مددگار میر منشی محکمہ ناظم صاحب تعمیر خانجات

کیجئے سیر باغ شاد کی خوب — نہیں ممکن کہ ایسا دیوان ہو
بن گیا صورت بہار سے سال — یادگار شاد کا گلستان ہو
٢ — ١٣٠٧ — ١٣٠٩

قطعۂ تاریخ از مولوی محمد عبداللہ صاحب داروغہ آئینہ خانہ پیشکار
سرکار عالی

چون این دیوان زیبا شده زیب طبع — از سیر باغ حسنش مانند گل شگفتم
تاریخ انطباعش از عبید از سر شب — دیوان شاد گشته مطبوع طبع گفتم
١٣٠٩

قطعهٔ تاریخ از طبع زاد از جناب محمد حسن اعلی صاحب منشی محکمهٔ صدر تعلقه داری
علاقه پیشکاری

شد طبع چو دیوان مهاراجه بهادر	گویم اگرش انوری و ظهیر سپید
از بهر سنش خامهٔ من احسن اعلی	اشعار شکرریز این شد طبع رقم زد ۱۳۰۹

قطعهٔ تاریخ از جناب منشی اسحاق بیگ صاحب مددگار جناب
حکیم الحکما مولانا شمس الدین خان بهادر

بفضل خداوند ایزد تعالی	چو شد طبع دیوان آقای نعمت
ز فرط خوشی سال آن را عرض کردم	سن الولیا عرش گلستان مشیت ۱۳۰۹

قطعهٔ تاریخ از جناب محمد حسین صاحب شاد رقم خوشنویس
علاقه پیشکار سرکار عالی

از عنایات کریم کارساز بی نیاز	منطبع شد چون کلام راجه عالی جناب
ای حسین از بهر سال او سروش غیب گفت	خوش بگو گردیده این دیوان لاثانی ۱۳۰۹

قطعهٔ تاریخ از جناب اسم اوتار صاحب آزاد علاقهٔ داد پیشکاری

چاپ چون گردید زیبا باغ شاد	جستم سال از پی اش شد فخر ناز
عرض کرد آزاد خوشدل سال او	طبع شد دیوان شاد سرفراز ۱۳۰۹

قطعه تاریخ از بلبل شاخسار سخندانی مولوی محمد عبد المنان صاحب
صیغه دار عدالت محکمه ناظم صاحب نجاج

راجه عالی گهر راجه کشن پرشاد شاد | داد حکم طبع این دیوان بصد فرحت اقتباس
ای محمد مصرعه تاریخ طبعش عرض کن | شاد ایجان شد کلام شاد مطبوع اناس

۱۳۰۹

قطعه تاریخ از یکه تاز عرصه سخنوری مولوی محمد عبد الله صاحب
عرف تاج الدین صاحب قاضی زاده تعلقه پاتهری ضلع پربهنی

طبع شد دیوان شاد از فضل داور کریم | زین نوید فرحت افزا گشت خوش اهل سخن
گفت فاروقی بسال انطباعش مع ابتهج | نسخه زیبا شده مطبوع اهل زمن

۱۳۰۹

قطعه تاریخ از طوطی شکرستان معنی پروری جناب میر تراب علی صاحب
زور صیغه دار محاربه خزانه عامره سرکار عالی

اطہر نامی ہیں ایک شاعر میرے احباب سے | ہے محبت پر مجھے اون سے کہ ہو کامل اعتقاد
یک بیک آکر انہوں نے یون کہا اصرار سے | چاہتا ہوں شاعری کی میں مقرر تجھسے داد
ذی کمال و پیشکار حیدرآباد دکن | تاج فرق شاعری و زیب تخت کیقباد
آج وہ چھپوا رہے ہیں دیوان اپنا یادگار | تو بھی لکھہ تقریظ اچھی تا رہے دنیا میں یاد
میں نے کچھ لکھا نہیں تقریظ تھی ہمت جو کم | ہے فقط موزون طبیعت شاعر نہیں ہوں اوستاد

طبع کی زیور سے جب آراستہ پیراستہ — ہو گیا روشن کلام راجہ ثانی شاد
زور نے لکھی اک کیا تاریخ مطبع جہاں — چھپ گیا اب واہ دیوان کشن پرشاد شاد
۱۳۰۹ھ

بخوش فکری جناب سیتل پرشاد صاحب خرم تلمیذ جناب [illegible]

عجب میر سخن راجہ کشن پرشاد ہیں یکتا — بفضل حق دو روا ہیں خوش گفتار
لکھی خرم نے یہ تیاری دیوان کی تاریخ — ہوا دیوان نادر شاد کا تیار
۱۳۰۸ھ

ولہ

جب چھپا دیوان راجہ کشن پرشاد کا — ہو گئے انجم نثار اور صدقے آسمان
خوب خرم نے لکھی خوش ہو کر تاریخ طبع — کیا چھپا دیوان شاد میر شعرائے جہان
۱۳۰۹ھ

از طبع زاد جناب محمد تاج الدین صاحب منصبدار

شد چو مطبوع زمان از فضل حق — خوش کلام شاد والا مرتبت
از پے تاریخ او با صد خوشی — تاج گفتم بوستان معرفت
۱۳۰۹ھ

از طبع زاد جناب سید اعظم اللہ حسینی صاحب اطہر مددگار معتمدی عطیات و نقدی خزانہ عامرہ و خلف الصدق شاعر نازک خیال مولانا افسر صاحب مرحوم حیدرآبادی

جب راجہ کشن پرشاد نے — جب کہ چھپوایا کلام طبع زاد
اطہر مداح نے لکھا یہ سال — واہ فرخ چھپ گیا دیوان شاد
۱۳۰۹ھ

تقریظ

نتیجهٔ قلم مشکین رقم نادره مثال شاعر اعجاز خیال نظیری
نظیر فرزانه روشن گهر فرخنده پیشانی جناب مولوی
محمد شفیع الدین صاحب فریدی مهتمم کتابخانه پیشکاری
قاضی زاده و محتسب زاده تعلقه پاتهری ضلع پربهنی
[illegible] برادر زاده و تلمیذ رشید سخنور خاقانی دوران
[illegible] ظهوری و ظفر اجناب مولوی حاجی محمد مظفر الدین صاحب معلی
صدر مددگار کتب خانه سرکار عالی

بنام یزدان

یارب ساغر اتگن کدام میکده بگردش آمده که زمین سخن
یکسره چشم ترک میفروش است - دانجبیان قلمرو ظهور نشاء هستی
یکقلم باده نوش یکی را پائے شکیب و توان از مستی میلغزد
و دیگری را دست از تندی صهبا چون عضو مرتعش میلرزد و اینها
گرمه رفتاری طاوس کلک فتنه خرام در خیابان معنی آفرینی و بدله
نگاری ابتسامش شایسته است که نظر فریب حسن ازل آورده

فره فروغ قدسی جمالیست که دیده حسن پرستِ معنی را
از دیدن وگلچین نگاه را از گل نظاره چیدن باز داشته نگاه
جادو نگاهش که فسون بابلیان بکرشمه چشم نیم بازش طرف
نمی شود پلنگ بربریست که در نیستان خفته و مجنون گرمی جلالت
صد رمه درس عتاب بشیر گردون گفته تا طره بدین فروزش
حسن زاهد فریب و شاهدی بدین فرهٔ فروغ از تجلهٔ ضمیر در نهان خانه
خاطر کسی بدر نیامده کلک لاابالی پوسی رقمهای دقت آفرین
هنوز بستایش حسن خودسوزش بجنبش در نیامده که صد هزار
برق ایمن بهر بیغوله آن مایه ریخت که تا صور دمیدن
اسرافیل از کالبد بیهشی بقالب هوش آید و باده پندار
هستی در اندامشان بجوش نداند که آن شاهد ناسید پرستار
بدین رعنائی کیست و آن برق ایمن بدین فروزش پیوست
بدانکه آن مرقعه دانش و اثر رنگ خرد آموزی اشارت است
بدیوان جناب شاد که در زبان ریخته سخن افروخته و برق
[illegible]

از پیرایه‌داران سخن که در نقاب الفاظ برو نمائی معانی بر سر دوش
کشیده بدین زیبائی زیبای انجمن فروزند. و دیدهٔ بصیرت دوزند
اگر گنج خسرو و جام جم را در قلمرو آشکار پرستان بچشم
سر ندیده باشی این گنج بادآورد را بدیدهٔ دل بنگر که از زمین تا
آسمان آشکار بنگری و طوطی را بر زمین و خود را بر طوطی سوار
بنگری. و اسم را چون شترقان جمال یار در گشاده یابی و آب کوثر
بباغ افتاده عرشیان را بدان فره انزل آورد که همی شنوی
تسبیح داراست زمین و آسمان زمزمه پرداز نبی و سید الانبیاء
خاتم المرسلین را بر صفحهٔ قاب قوسین فراز مسند انس با شفیع خویش
درساند و نیاز آن مایه فکر فلک پوی که درین کشور سخن بهم آمد
دبیر سرگوشتک و شادمان نظر میگشاید بی آمیزه گمان میداند
کاین گفتار بگفتار دمی ماند. این نامه آسمانی است که بدین فرخ
گهر خشور سخن از فراز عرش معلی فرود آمده که صد ره برنهاد
بالش از بلند نشان سپهر منزلش در دود آمده نازم بروزگار
خود و رسائی بخت رسائی جهانیان و پیشه خاک باشان و گلن ملائک

که این چنین سخن بلندتر از کاخ حصار اخضر و این پایه روشن گهر
سخنور گرامی نژاد و مهاراجه نامور تارک امارت را افسر و عروس
دولت را زیور شمع و چراغ شبستان داوری نوبهار چمنستان
سروری بهر روزگار ما باشد و چنین قدسی نهاد و درین عهد جلالت
مهد از آسمان رفعت فرود آید اگر لواے بلند آوازگی افراشتن
خواهم و سریر سخنوریش را پایه فراز فرق طوبی نهم و آب خضر
بظلمات جحیم و دانش معلم اول ارسطوی الهی و زبان سخن
سراے روکش ظهوری و طغرا مولانا معلی مدظله دام کیسه
و اسرافیل صد هزار سال از صور دمیدن باز ایستد و رفعیات
فریدی اندرین نورد روزگار از فره فرهنگ و فروزش نظم
و پهناے خیال و توانائے فکر و گرانیاے استقلال و پاکیزگی گوهر
و دوشیزگی سخن و سازگاری اختر و پرده کشائی قلم نادره زای
اندیشه علوی خرام آن یگانه فرزانه بسلک نگارش کشند و از
نهانخانه ضمیر بتامل و از انامل بنامه و از خامه بنامه سپارد از
دریا قطره و از خرمن دانه بر داشتن باشد نه الی نشاندن

و گستاخی نامیدن و اقطره آبی دریائی بجوش آوردن آموزگارانه فطرت را گوش تابی دادن است و اساس شوخ چشمی و . زمین سخن نهادن - یارب این دیوان را بدیوانکده قبول و اجابت کده انجمن آرایان معنی پیرنیر افزا - و این نگارش نورد نامه نگار را بوالائی منشور رحمت و توقیع کرم یا نقش بر مسند پیشکاری جلوه فرما کن ع این دعا از من و از خلق خدا آمین باد

قطعهٔ تاریخ

آسمان هست این کتاب نیستی آقا ما ‖ هست مهر و ماه و پروین ها به الفاظ و حروف

بد فروغ آفتاب نظم پاکش در نهان ‖ همچو مهر گنبد گردنده باشد در کسوف

از فروغش ماه رم و دار با ماند زیش ‖ وز شمیمش طبله عطار را ماند الوف

اند قیاس فریدی سال طبعش شد عیان ‖ چاپ شد دیوان شاد از لطف داور رؤف

۴ ه ۱۳۳ سر

وله

طبع فرمود چو دیوان شگرف	آن مهاراج امیر الامرا
گفت هاتف به فریدی سالش	راحت جان حزین شعرا

۱۳۰۹ھ

تمت

اعلان

الحمد للہ کہ باغ شاد من نتائج افکار

شاعر نازک خیال شیرین مقال مہاراجہ کشن پرشاد شاد

بکمال حسن وخوبی بذریعہ طبع آراستہ وپیراستہ کرکے معرض قدردانوں کی [illegible]
ملاحظہ میں لایا جاتا ہے جسقدر نسخہ درکار ہوں ہمارے پاس سے طلب فرمائے
جائیں مگر کوئی صاحب اس کے طبع کا قصد بلا حصول اجازت جناب مصنف
نہ فرمائیں ورنہ بجائے فائدہ کے عوض میں حسب قانون
سرکار نقصان اٹھانا پڑیگا

المشتہر
محمد رفیع الدین فریدی
مہتمم [illegible] پیشکاری